# دین کے لئے
# علماء کی قربانیاں


حضرت مولانا **محمد سلیم دھورات صاحب** دامت برکاتہم

بانی و شیخ الحدیث اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یوکے


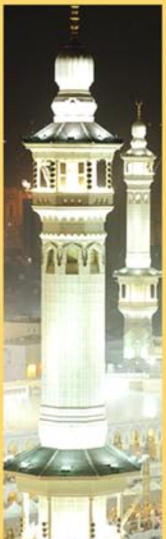

at-tazkiyah

## ....... تفصیلات .......

| | | |
|---|---|---|
| کتاب کا نام | : | دین کے لئے علماء کی قربانیاں |
| صاحبِ وعظ | : | حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم |
| تاریخِ وعظ | : | شوّال ۱۴۳۵ھ - اگست ۲۰۱۴ء |
| مقامِ وعظ | : | جامع مسجد، لُوساکا، زامبیا، افریقہ |
| تقریب | : | الفلاح اکیڈمی کا تیسرا جلسۂ تکمیلِ حفظِ قرآن |
| تاریخِ اشاعت | : | رجب المرجّب ۱۴۳۸ھ - اپریل ۲۰۱۷ء |
| ناشر | : | دارالتزکیہ، لیسٹر، یوکے |
| ای میل | : | publications@at-tazkiyah.com |
| ویب سائٹ | : | www.at-tazkiyah.com |

## ملنے کا پتہ

Islāmic Da'wah Academy,
120 Melbourne Road, Leicester
LE2 0DS. UK.
t: +44 (0)116 2625440
e: info@idauk.org

# فہرست

تقریظ: حضرت مولانا مرغوب احمد لاجپوری صاحب مدّظلّہم العالی ........ 5
مکتوبِ گرامی: حضرت مولانا عتیق احمد قاسمی بستوی صاحب دامت برکاتہم ........ 9
دین کے لئے علماء کی قربانیاں ........ ۱۱
مسلمانوں کی ایک اجتماعی کوتاہی ........ ۱۱
علماء کا کام نبیّوں والا کام ہے ........ ۱۲
علم کی خدمت حقیقت میں دین کی ہی خدمت ہے ........ ۱۳
دین کی حفاظت اور تبلیغ: علماء کا عظیم کارنامہ ........ ۱۴
علماء میں دو کاموں کی نہ بجھنے والی پیاس ........ ۱۵
علماءِ کرام محنت نہ کرتے تو ہم دین پر عمل نہ کرسکتے ........ ۱۵
علماء کا پوری اُمّت پر احسان ........ ۱۶
علماء کی دو عظیم خدمات ........ ۱۷
علماء کا دین کی خدمت میں انہماک اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا قابلِ رشک واقعہ ........ ۱۷
امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا اُمّت کی فکر میں راتوں کو جاگنا ........ ۱۸
امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا علم اور عمل میں مثالی اہتمام ........ ۱۹
ایک شیطانی خیال ........ ۲۰
ایک عالم کا اللہ تعالیٰ کے راستے میں پینتالیس (۴۵) سال کا سفر ........ ۲۰
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا گھاس کھا کر گزارہ کرنا ........ ۲۲
ایک محدّث کی حیرت انگیز قربانی ........ ۲۲
شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا چھ (۶) ماہ مدرسے سے باہر نہ نکلنا ........ ۲۳
امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کا محیّرُ العقول کارنامہ ........ ۲۴
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی صرف ایک سوال کے جواب کے لئے حیرت انگیز قربانی ........ ۲۵
بھوکے شیر کے سامنے بھی علم اور دین کی فکر ........ ۲۸

حدیث کی خدمت کی وجہ سے محدّث ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا آخرت میں مقام ........................ ۲۹
یعقوب بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی قربانی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجّہ ........................ ۳۰
چار طالبِ علموں کی قربانی اور نصرتِ غیبی ........................ ۳۱
ایک طالبِ علم کا دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مقام ........................ ۳۳
علماء اور محدّثین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت ہیں ........................ ۳۵
علماء اُمّت کے محسن ہیں ........................ ۳۵
علماء کی محنت نہ ہوتی تو ہم تلاوت سے بھی محروم رہتے ........................ ۳۶
علماء کے بغیر لوگ چوپایوں کی طرح ہوتے ........................ ۳۶
علماء مفت میں رہنمائی کرتے ہیں ........................ ۳۷
پہلی اپیل: علم، علماء اور مدارس کی قدر کرو ........................ ۳۸
علماء کی کفالت: قوم کی شرعی ذمّہ داری ........................ ۳۸
علماء کی توہین کرنے والے کا گھرانہ علم سے محروم رہتا ہے ........................ ۳۹
دوسری اپیل: خود علم حاصل کرو ........................ ۴۰
علم بڑھے گا تو عمل بڑھے گا ........................ ۴۰
کچھ صاف صاف باتیں ........................ ۴۲
میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کا اثر ........................ ۴۴
تیسری اپیل: درسِ قرآن اور درسِ حدیث کا سلسلہ شروع کرو ........................ ۴۵
چوتھی اپیل: اپنی اولاد کو علمِ دین سے وابستہ کرو ........................ ۴۶
علم اور علماء کی قدر کرنے والوں کے لئے دونوں جہان کی سرخروئی ........................ ۴۶
کرنے کے ضروری کام ........................ ۴۷
تعلیم، تبلیغ اور تزکیہ ہمارے کام ہیں اور بقاءِ دین کے لئے ضروری ........................ ۴۸
دعا ........................ ۴۹
ماٰخذ و مراجع ........................ ۵۰

# تقریظ

## حضرت مولانا مرغوب احمد لاجپوری صاحب مدّ ظلّہم العالی

محشّی مرغوب الفتاویٰ ومؤلّف تالیفاتِ مفیدہ وکثیرہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یہ تجربہ کی بات ہے کہ ہر وعظ مؤثر نہیں ہوتا، اس لئے کہ تاثیر کے لئے وعظ و واعظ کے شرائط وآداب کا پورا ہونا ضروری ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ:

(۱) واعظ، وعظ سے پہلے حتیّ الامکان صلوۃ الحاجہ اور دعا کا اہتمام کرے (۲) مجمع کے حالات کے مطابق وعظ ہو، یہ نہ ہو کہ درد تو سر میں ہے اور مرہم پیر پر لگایا جارہا ہے (۳) مضمون کو آہستہ اس انداز میں بیان کیا جائے کہ سامعین اچھی طرح ذہن نشین کرسکیں (۴) سامعین کی استعداد کے مطابق بات کی جائے (۵) بعض مرتبہ اہم مضمون کو قسمیہ بیان کیا جائے (۶) مجمع پر اکتاہٹ نظر آئے تو افراط وتفریط سے بچ کر دل لگی اور مزاح سے کام لے (۷) وعظ نہ بہت مختصر نہ بہت طویل ہو (۸) اپنی بات کو خوب قوت سے پیش کرے (۹) مثالوں سے بات کو سمجھایا جائے (۱۰) سنی سنائی بات سے احتراز کرے (۱۱) جس چیز کی نصیحت کررہا ہو اس پر خود عامل بھی ہو (۱۲) مخلوق سے طمع بالکل نہ ہو (۱۳) وعظ کو صرف ترغیب یا ترہیب کے ساتھ مخصوص نہ کرے، بلکہ وعظ دونوں کو جامع ہو (۱۴) روزانہ وعظ نہ کہتا رہے۔

اگر واعظ ان آداب کو ملحوظ رکھے تو ان شاء اللہ اس کے بیان میں اللہ تعالیٰ ایک تاثیر ڈالے گا۔

کچھ عرصے سے ''خطباتِ سلیم'' کی طباعت کا سلسلہ شروع ہوا ہے اوراس کی قسطیں منظرِ عام پر جلوہ گر ہوچکی ہیں۔الحمدللہ راقم کوان مواعظ کے من وعن مطالعہ کا موقع ملا۔وعظ وواعظ کے آداب جو کتابوں میں پڑھے تھے،ان مواعظ میں وہ موجود پائے۔یہی وجہ ہے کہ یہ مواعظ نرے مواعظ ہی نہیں بلکہ اُمّت کی رہنمائی کا ایک سنہرا دفتر ہے۔مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے قوی امید ہے کہ یہ مواعظ اُمّت کی رہبری میں ایک مؤثر کردار ادا کریں گے،اس لئے کہ وعظ میں قرآنی آیات اور ان کی مؤثر تفسیر،احادیث اور ان کی عمدہ تشریح،صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے قلوب کونرم کرنے والے آثار،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلافِ اُمّت کے آخرت کی طرف متوجہ کرنے والے واقعات، امثال و لطائف، اردو،عربی کے اشعار،وغیرہ وہ سب چیزیں ہیں جوکسی وعظ کی عمدگی کے لئے ضروری ہیں۔

پھر واعظ کا شمار مدرس میں کیا جائے تواس میں برسوں کا تجربہ لئے ہوئے،مقرر میں ہوتو پورے برطانیہ میں لاثانی،ایک شیخ کی حیثیت سے ہوتو بے مثال،(خانقاہ سلیمی اس کی شاہد)،دارالعلوم،مکتب اوراکیڈمی کے بانی،ماہنامہ''ریاض الجنّۃ'' کے مدیر،اگرقلم اجازت دے اورکوئی ناقدتنقید نہ کرے تو کہہ سکتا ہوں کہ یورپ میں نوجوان طبقے کی اصلاح وہدایت کے مجدّد، پھر بزرگوں کی صحبت، اکابر سے ربط وتعلق، بڑوں کے محبوب، چھوٹے ان کے معتقد،ہمعصر،دوستی کے ساتھ بڑائی کے معترف بھی،اوراس شعر کے صحیح مصداق:

دوست دشمن سب تیرے قائل ہیں مگر
کوئی قائل ہے زباں سے، کوئی قائل دل سے ہے

اس وقت صاحبِ وعظ کی نہ سوانح مطلوب نہ اس کا ارادہ، راقم کے ذہن میں اس

موضوع کا ایک خاکہ محفوظ ہے، جو کسی مناسب وقت تک کے لئے ملتوی۔ زیرِ نظر رسالہ ''**دین کے لئے علماء کی قربانیاں**'' لوسا کا (زامبیا) میں کیا گیا ایک مثالی وعظ ہے۔ دوپہر کی دھوپ میں سورج کا انکار کسی صاحبِ عقل سے ممکن نہیں، مگر کیا کہئے؟ اب کچھ حضرات دن کی روشنی میں سورج کا انکار کرنے پر تلے ہوئے ہیں، یعنی یہ کہ علماء نے کیا کِیا؟ علماء کچھ نہیں کر رہے ہیں۔

دین و دنیا کا کون سا شعبہ ہے جہاں علماء کی خدمات نہیں ہیں؟ درس و تدریس، تصنیف و تالیف، وعظ و تقریر، تزکیہ و تصوف، دعوت و تبلیغ، مدارس و مساجد کی تعمیر وغیرہ امور میں تو ان کی نظیر نہیں، مگر دنیاوی سمجھے جانے والے شعبوں میں بھی ان کی خدمات نا قابل فراموش ہیں اور ان کا انکار کرنا خیانت سے کم نہیں، مثلاً: مسلم اسکول، شفا خانوں کی تعمیرات، رفاہی کام، سیاسی مصروفیات وغیرہ۔

صرف دین کے لئے اسلاف نے جو قربانیاں دی ہیں ان کی ایک ہلکی سی جھلک اس رسالے میں دیکھی جاسکتی ہے، دورانِ سفر بروقت اور برجستہ وعظ میں جو مواد و واقعات آگئے ہیں کسی تحقیقی تصنیف سے کم نہیں۔ پڑھئے اور پڑھائیے، سنئے اور سنائیے۔ اللہ کرے یہ آواز ہر طبقہ تک پہنچے اور دل میں اترے، اور حقائق سے آنکھ بند کرنے کا رویہ ختم ہو۔ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔

نا اہلی کے باوجود یہ چند سطریں ''اَلْأَمْرُ فَوْقَ الْأَدَبِ'' کے پیشِ نظر تحریر میں آگئی ہیں، راقم نہ تقریظ کا اہل، نہ اس کا شائق و جویا، البتہ ان مواعظ کے مطالعہ کا زبردست سفارشی ضرور۔ اکثر مواعظ جو بلا کسی تیاری کے برجستہ موقع بموقع کئے گئے ہیں، بعض (نام کے

تحقیقی )رسائل سے زیادہ اپنے اندر موضوع سے متعلّق مواد کو لئے ہوئے نظر آئے۔

اللہ تعالیٰ صاحبِ وعظ کی طرح ان مواعظ کو بھی قبولیت سے نوازے اور اُمّت کی ہدایت کا ذریعہ اور صاحبِ وعظ ومرتّبین کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری
ڈیوزبری، برطانیہ

إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ

بیشک علماء انبیاء علیہم السّلام کے وارث ہیں۔
(سنن الترمذی)

# مکتوبِ گرامی

## حضرت مولانا عتیق احمد قاسمی بستوی صاحب دامت برکاتہم

صدر معہد الشریعہ لکھنؤ واستاذِ حدیث وفقہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مکرم ومحترم حضرت مولانا سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ حضرت والا صحت وعافیت کے ساتھ دینی واصلاحی خدمات میں مشغول ہوں گے، احقر بھی آپ کی دعاؤں سے صحت وسلامتی کے ساتھ ہے۔

آپ کی یاد برابر آتی ہے اور الحمد للہ دعا کی توفیق بھی ہوتی ہے.... آپ کی زامبیا کی تقریر کا سفر ہی میں مطالعہ کیا، دل سے بہت دعا نکلی، اللہ تعالی نے بڑی اہم اور کارآمد باتیں آپ کی زبان سے نکلوائی ہیں، بڑی تعداد میں اس کی اشاعت ہونی چاہیے اور اربابِ مدارس، تبلیغی ذمّہ داران نیز اہلِ خانقاہ تک یہ کتاب پہنچنی چاہئے، مختلف دینی کاموں کے ذمہ داروں اور ان سے وابستہ افراد کے درمیان بے اعتمادی، چپقلش اور صرف اپنے ہی کام کو کام سمجھنا اس زمانہ کا بڑا فتنہ ہے جو روز بروز بڑھتا جا رہا ہے، نیز علم اور علماء کی ناقدری ایسا سنگین المیہ ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، آپ نے بڑی حکمت اور جرأت کے ساتھ اس موضوع پر اظہار خیال فرمایا اور کلیجہ نکال کر رکھ دیا ہے، اللہ کرے آپ کی باتوں کا اثر ہو اور حالات میں بہتر تبدیلی آئے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ میں جلد معہد الشریعہ لکھنؤ کی طرف سے اس رسالہ کو شائع کر کے ان حلقوں اور افراد تک پہنچانے کی کوشش کروں گا جہاں تک اس کے پہنچنے کی ضرورت ہے۔

محتاجِ دعا

عتیق احمد قاسمی بستوی

دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۳ جنوری ۲۰۱۶ء

اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں

جو علم والے ہیں۔ (الفاطر: ۲۸)

# دین کے لئے علماء کی قربانیاں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی،وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِیَاءِ،وَعَلٰی آلِہٖ الْأَصْفِیَاءِ وَأَصْحَابِہٖ الْأَتْقِیَاءِ،أَمَّا بَعْدُ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْأَنْبِیَاءِ،[۱] وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ،[۲] وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَھُوَ فِيْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَرْجِعَ،[۳] أَوْ کَمَا قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ، وَیَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ، وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِنْ لِسَانِيْ یَفْقَھُوْا قَوْلِيْ، سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّکَ أَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ، اَللّٰھُمَّ انْفَعْنَا بِمَا عَلَّمْتَنَا وَعَلِّمْنَا مَا یَنْفَعُنَا. إِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِيِّ، یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا، اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَأَتْبَاعِہٖ وَأَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ.

**اللہ جلّ جلالہُ وعمّ نوالہُ کا بہت زیادہ شکرادا کرنا چاہیے کہ اس نے آج ہمیں علمِ نبوّت کی نسبت پر لُوساکا کی جامع مسجد میں الفلاح اکیڈمی کی دعوت پر جمع فرمایا۔**

## مسلمانوں کی ایک اجتماعی کوتاہی

**علم اللہ تعالیٰ شانہٗ کی ایک بہت بڑی اور نہایت قیمتی نعمت ہے، اسی وجہ سے علم کے مراکز یعنی مدارس اور علم والے یعنی علماء بھی بڑی قدر و قیمت والے ہیں، یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ علم کی**

---

[۱] سنن الترمذی،أبواب العلم،باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة،ح(۲۶۸۲)

[۲] سنن ابن ماجه،باب فضل العلماء والحثّ على طلب العلم،ح(۲۲۴)

[۳] سنن الترمذی،أبواب العلم،باب فضل طلب العلم،ح(۲۶۴۷)

جتنی قدر ہمارے دلوں میں ہونی چاہئے نہیں ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ علم کے مراکز اور علم والوں کی قدر و قیمت بھی ہمارے دلوں میں جیسی ہونی چاہئے ویسی نہیں ہے، اور تقریباً پوری اُمّت مجموعی حیثیت سے اس وقت اس کوتاہی میں مبتلا ہے، بے دین طبقہ بھی اور دین دار طبقہ بھی، اور یہ ایسی کمی اور کوتاہی ہے جس کی اصلاح بہت ضروری ہے، اس لئے کہ اگر ہمارے دلوں میں علم، علماء اور مدارس کی جیسی قدر ہونی چاہئے ویسی نہیں ہوگی تو نقصان نہ علم کا ہوگا، نہ علماء کا اور نہ مدارس کا، بلکہ ہمارا، ہماری اولاد کا اور ہماری نسلوں کا ہوگا، اس لئے میں اپنے سب دوستوں سے التجا کرتا ہوں کہ اس کمی اور کوتاہی کا اعتراف کر کے اصلاح کی فکر کریں تا کہ ہم بھی نقصان سے محفوظ ہو جائیں اور ہماری اولاد بھی اور قیامت تک آنے والی ہماری نسلیں بھی۔

## علماء کا کام نبیّوں والا کام ہے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیّین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب کوئی نبی نئی شریعت لے کر دنیا میں آنے والا نہیں ہے، انبیاء علیہم السلام کے سلسلے کے ختم ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے کارِ نبوّت حضراتِ علماءِ کرام کے کندھوں پر ڈالا ہے اور اس سلسلے میں حدیث بہت واضح ہے:

إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ[1]

بیشک علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ قیامت تک ہر دور میں علماءِ کرام سے انبیاء علیہم السلام کا کام لیں گے، اگر ہم فرض کر لیں کہ اس وقت علماءِ کرام انبیاء علیہم السلام کا کام نہیں کر رہے ہیں تو یہ ماننا

[1] سنن الترمذی، أبواب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة، ح(۲۶۸۲)

پڑے گا کہ علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث نہیں ہیں، اب اگر وہ انبیاء علیہم السلام کے وارث نہیں ہیں تو العیاذُ باللہ یہ بات ماننی پڑے گی کہ زبانِ نبوّت سے نکلنے والی بات غلط ہے، اس لئے بغیر کسی جھجک اور بغیر کسی شک وشبہ کے یہ ماننا پڑے گا کہ ہر دور میں انبیاء علیہم السلام کی نیابت کا، وراثت کا، جانشینی کا حق حضراتِ علماءِ کرام نے ادا کیا ہے اور کر رہے ہیں اور قیامت کی صبح تک ان شاءاللہ کرتے رہیں گے۔

## علم کی خدمت حقیقت میں دین کی ہی خدمت ہے

يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهٗ[1]

ہر آئندہ آنے والی جماعت میں سے اس کے نیک، ثقہ اور معتمد لوگ (کتاب اور سنت کے) اس علم کو حاصل کریں گے۔

علم اور دین ایک ہی چیز ہے، یہ دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں، حضرت امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا قول امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح کے مقدّمے میں نقل کیا ہے:

إِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ[2]

بیشک یہ علم دین ہے۔

معلوم ہوا کہ علم اور دین ایک ہی چیز ہے، جو علم کی خدمت کرتا ہے وہ دین کی خدمت کرتا ہے، جو علم کی حفاظت کرتا ہے وہ دین کی حفاظت کرتا ہے، جو علم کی اشاعت کرتا ہے وہ دین کی اشاعت کرتا ہے، جو علم کی تبلیغ کرتا ہے وہ دین کی تبلیغ کرتا ہے، جو علم سکھاتا ہے وہ دین سکھاتا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد ہمیں بتلا رہا ہے کہ اس علم کو یعنی دین کو ہر آنے

---

[1] كنز العمال، حرف العين، كتاب العلم من قسم الأقوال، الباب الأول: في الترغيب فيه، ح(٢٨٩١٨)

[2] صحيح مسلم، مقدّمة الإمام مسلم رحمة الله عليه، باب في أنّ الإسناد من الدّين

والے طبقے میں سے عادل علماء اپنے کندھوں پر اٹھائیں گے، وہ اس کی حفاظت بھی کریں گے اور اس کی اشاعت بھی۔

## دین کی حفاظت اور تبلیغ: علماء کا عظیم کارنامہ

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، یہ علماء کی سب سے پہلی جماعت ہے، تابعین دوسری جماعت ہے، تابعین نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے اس علم اور دین کی امانت کو حاصل کیا اور اپنے کندھوں پر لیا، تابعین سے تبع تابعین نے، تبع تابعین سے آگے بعد والے طبقے نے، اس کے بعد پھر بعد والے طبقے نے، اس کے بعد پھر بعد والے طبقے نے، اس کے بعد پھر بعد والے طبقے نے، یہ علم اور دین جو طبقہ در طبقہ اُمّت میں منتقل ہوتا رہا ہے، ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا، اس خدمت کا شرف اللہ تعالیٰ نے صرف علم والوں کو عطا کیا ہے، حفّاظ الفاظ کو یاد کر رہے ہیں، قرّاء اس کے صحیح تلفّظ کو محفوظ کر رہے ہیں، اور علماء اس کے معانی کی حفاظت کر رہے ہیں، پھر حفاظت کے ساتھ ساتھ اس کی اشاعت میں بھی لگے ہوئے ہیں، کامل درجے میں علم اور دین کی حفاظت بھی یہی کر رہے ہیں اور علم اور دین کی اشاعت بھی یہی کر رہے ہیں، اس لئے کہ جس کے پاس جتنا علم اور جتنا دین ہوگا وہ اتنی ہی اشاعت کر سکے گا، میرے پاس اگر پانچ باتوں کا علم ہے تو میں پانچ باتوں کو آگے پہنچا سکوں گا، دس باتوں کا علم ہے تو دس باتوں کو، بیس باتوں کا علم ہے تو بیس باتوں کو، چونکہ پوری شریعت کا علم صرف علماء کے پاس ہے تو پوری شریعت کو آگے دوسروں تک پہنچانے کا کام بھی وہی کر سکیں گے، اور الحمدللہ علماءِ کرام نے یہ ذمّہ داری ادا کی ہے اس لئے کہ وراثتِ نبوی انہی کا حصّہ ہے، اگر انھوں نے یہ کام نہ کیا ہوا ہوتا تو دنیا میں آج علم کیسے باقی رہتا؟ دین کیسے باقی رہتا؟ پوری شریعت کیسے باقی رہتی؟

## علماء میں دو کاموں کی نہ بجھنے والی پیاس

اللہ جلَّ جلالُہ وعمَّ نوالُہ نے علماء کو انبیاء علیہم السلام کا وارث بنایا اور وارث بنا کر ان میں دو کاموں کی نہ بجھنے والی پیاس پیدا کی؛ علم کو حاصل کرنے کی پیاس اور آگے پہنچانے کی پیاس یعنی یہ جذبہ کہ جو ہم سے بڑے ہیں ان سے ہم علم لیں اور جو ہم سے چھوٹے ہیں، ہمارے بعد والے ہیں، انہیں ہم علم دیں، ان حضرات نے علم اور دین کو لینے اور دینے کے ایسے ریکارڈ (record) قائم کئے کہ یہ نہیں کہ صرف اس اُمّت کا کوئی دوسرا طبقہ، بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کسی بھی اُمّت کا کوئی طبقہ ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا، کاش کہ ہم علماء کے کارنامے اور ان کی قربانیوں اور محنتوں کے احوال پڑھتے، سنتے اور سناتے! ہمیں حضراتِ علماءِ کرام کی چودہ سو سال کی تاریخ تو کیا معلوم ہوتی، ہمیں اس کی ایک جھلک بھی معلوم نہیں ہے، ایک ایک عالم کی ایک ایک دن کی کارگزاری ہماری پوری زندگی کی کارگزاری سے زیادہ اعلیٰ اور فائق ہے۔

## علماءِ کرام محنت نہ کرتے تو ہم دین پر عمل نہ کرسکتے

میرے بھائیو! اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھ کر یہ کہہ دینا بہت آسان ہے کہ علماء نے کیا کِیا؟ اگر علماء کی محنت نہ ہوتی تو آج ہم لُوساکا کی اس جامع مسجد میں بیٹھے ہوئے نہ ہوتے، علماء کی محنت اگر نہ ہوتی تو ہمیں جائز اور ناجائز کے مسائل بتانے والا کوئی نہ ہوتا، ہم وضوء کرسکتے نہ غسل، مجھے بتاؤ کہ علماء کی جماعت کو چھوڑ کر اور کون ہے جو آپ کو بتلائے کہ کن چیزوں سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے اور کن چیزوں سے غسل ضروری ہوجاتا ہے؟ تجارت میں کیا جائز ہے اور کیا ناجائز؟ کون سا مال حلال ہے اور کون سا حرام؟ کون سا transaction

(معاملہ) جائز ہے اور کون سا ناجائز؟ علماء کی محنت نہ ہوتی تو ہم اور آپ بلکہ پوری دنیا آج قرآنِ مجید کی تلاوت بھی نہ کرسکتی۔

## علماء کا پوری اُمّت پر احسان

میرے بھائیو! علماء کے احسان تلے پوری اُمّت دبی ہوئی ہے، علماء نے دین کی حفاظت اور اس کی تبلیغ کے لئے بہت محنت کی ہے، کررہے ہیں اور قیامت تک ان شاء اللہ کرتے رہیں گے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پیشن گوئی فرمائی ہے:

لاَ يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ[1]

میری اُمّت میں سے علماء کی ایک جماعت برابر غالب رہے گی یہاں تک کے اسی غلبے کے ساتھ ان کے پاس قیامت آجائے۔

اس لئے میری سب سے پہلی درخواست آپ سب حضرات سے یہ ہے کہ اپنے دلوں میں علم کی، اہلِ علم کی اور مدارس ومکاتب کی قدر پیدا کرو، تسلیم کرو اِس بات کو کہ علماء کی چودہ سو سال کی محنت نہ ہوتی تو دین کی شکل بگڑ چکی ہوتی اور آج ہم شاید مسلمان نہ ہوتے، اور یہ مبالغہ (exaggeration) نہیں ہے، ہوسکتا ہے آپ کو مبالغہ معلوم ہو اس لئے کہ آپ علماء کی تاریخ سے ناواقف ہیں اور قاعدہ ہے کہ اَلنَّاسُ أَعْدَاءٌ لِمَا جَهِلُوْا، لوگ اس چیز کے دشمن ہوتے ہیں جس سے وہ ناواقف ہوتے ہیں۔

ہم بھی چونکہ واقف نہیں ہیں کہ ہمارے علماء نے علم اور دین کی حفاظت کے لئے کیا کیا

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الإعتصام بالکتاب وَالسّنّة، ح(۷۳۱۱)

قربانیاں دی ہیں، کس طرح رات و دن اور خون و پسینے کو ایک کیا ہے اس لئے ہمیں اس طرح کی بات مبالغہ آرائی معلوم ہوتی ہے۔

## علماء کی دو عظیم خدمات

چودہ سو سال کی مدّت میں اُمّت پر کچھ کم فتنے نہیں آئے، علماء کو چھوڑ کر ان فتنوں کا مقابلہ کس نے کیا؟ آپ تاریخ اٹھا کر دیکھیں گے تو صرف علماء کی جماعت نظر آئے گی، دنیا کے کسی بھی خطّے میں جب بھی کسی فتنے نے سر اٹھایا تو عقیدے کی حفاظت کے لئے، دین کی حفاظت کے لئے اور اُمّت کی حفاظت کے لئے چودہ سو سال کی تاریخ میں آپ کو علماء کی جماعت کے علاوہ دوسری کوئی جماعت نظر نہیں آئے گی، دو کام صرف علماء نے انجام دئے ہیں؛ اُمّت کو فتنے سے بچانا اور دین اور علم کو اُمّت تک پہنچانا، علماء کے سوا دوسرا کوئی طبقہ ایسا نہیں ہے جس کے پاس پوری شریعت کا علم ہو، جب یہ بات ہے تو دین کسی اور کے ذریعے دوسروں تک کیسے پہنچے گا؟ اپنے محدود علم کی حد تک یہ دعویٰ کروں تو ان شاء اللہ غلط نہ ہوگا کہ یہ دو کام صرف علماء نے انجام دئے ہیں، باقی لوگ علماء کے توجّہ دلانے پر معاون بن کر شریک ہوجاتے ہیں لیکن ہر موقع پر بنیادی کردار علماء ہی کا نظر آئے گا۔

## علماء کا دین کی خدمت میں انہماک اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا قابلِ رشک واقعہ

میرے بھائیو! علماء کی بڑی خدمات ہیں، یہ حضرات ہماری طرح نہیں کہ ذہن میں دین کے بارے میں کوئی سوال پیدا ہوا، حل کیا نہ کیا، کوئی فرق نہیں پڑتا، ان حضرات کے سامنے علم کے بارے میں، دین کے بارے میں جب کوئی سوال آتا تھا تو دنیا و مافیہا سے بے خبر ہوکر اس کے پیچھے پڑ جاتے تھے، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے ایک حدیث کے بارے

میں سوال کیا، آپ نے لاعلمی کا اظہار کیا اور فوراً گھر جا کر مطالعہ میں مشغول ہو گئے اور اس حدیث کو تلاش کرنے لگ گئے، ایسے منہمک ہوئے کہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گئے، آپ کی خدمت میں کھجوروں کی ایک ٹوکری پیش کی گئی، آپ حدیث بھی تلاش کرتے رہے اور ساتھ ساتھ کھجوریں بھی کھاتے رہے یہاں تک کہ حدیث بھی مل گئی اور کھجوریں بھی ختم ہو گئیں، علم میں ایسے منہمک تھے کہ احساس بھی نہیں ہوا کہ کتنی کھجوریں کھا رہے ہیں اور کتنی کھانی چاہئے تھی، ان کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ کھجوریں مقدار سے زیادہ کھالیں اور اسی وجہ سے ان کی وفات ہوگئی۔[1]

## امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا اُمّت کی فکر میں راتوں کو جاگنا

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ رات کا اکثر حصّہ جاگتے تھے، مطالعہ اور درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے، کسی نے کہا کہ آپ آرام کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا کہ میں کیسے سوؤں جب کہ لوگ رات کو اس بھروسے پر سو جاتے ہیں کہ جب ہمیں کوئی مسئلہ پیش آئے گا تو ہم محمد بن حسن کے پاس چلے جائیں گے، وہ ہماری رہنمائی کریں گے، اب اگر میں بھی سو جاؤں اور علم کا مطالعہ نہ کروں تو دین کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔[2]

میرے بھائیو! ہمارے لئے یہ کہنا بہت آسان ہے کہ علماء نے کیا کِیا ہے؟ علماء کیا کر رہے ہیں؟ ایسا سوال کرنے والوں کو کسی ایسے عالم کے ساتھ ایک ہفتہ گزارنا چاہئے جس نے اپنے آپ کو علم اور دین کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا ہے۔

---

[1] تھذیب التھذیب: ۱۰/ ۱۱۵

[2] علماء احناف کے حیرت انگیز واقعات، ص: ۱۴۸، ۱۴۹ بحوالہ مناقب کردری، ص: ۴۳۶

## امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا علم اور عمل میں مثالی اہتمام

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی درس گاہ میں داخلہ لیا اور انتیس (۲۹) سال آپ کے درس میں آتا جاتا رہا، اس پوری مدّت میں ایک دن ایسا نہیں گزرا کہ میں نے فجر کی نماز امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں نہ پڑھی ہو۔[1] آپ نے یہ اہتمام کیا تاکہ علم کا کوئی حصّہ نہ چھوٹے، ہوسکتا ہے کہ نماز کے فوراً بعد امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کوئی مسئلہ بیان کریں اور وہ چھوٹ جائے، اللہ اکبر! کیا اہتمام تھا علم کو حاصل کرنے کا! اور فرماتے ہیں کہ سترہ (۱۷) سال ایسے گزرے کہ میں آپ سے بالکل الگ نہیں ہوا حتّٰی کہ عیدین کے موقع پر بھی، صرف بیماری کی شدت مجھے وقتی طور پر الگ کرتی تھی۔[2] فرماتے ہیں کہ ایک دن میں بیٹھا ہوا تھا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں، کسی نے مجھے اطّلاع دی کہ تمہارے بیٹے کا انتقال ہوگیا ہے، عجیب کشمکش میں مبتلا ہوگئے ہوں گے، سوچا ہوگا کہ اگر اُٹھتا ہوں تو درس جاتا ہے اور اگر کہتا ہوں کہ انتظار کرو تو سنت کے خلاف، دیکھ لیا آپ نے؟ علم اور عمل دونوں کا کس قدر اہتمام تھا!

آج ہمارے یہاں لُوساکا میں جنازہ ہوجاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ جنازے کو روکو، اس لئے کہ انڈیا (India) سے، دُبئی (Dubai) سے بیٹا آرہا ہے، خلافِ سنت عمل کرنے سے قبر میں مرحوم کا بیڑا پار ہوجائے گا؟ قبر میں بیڑا پار ہوگا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کے مطابق عمل کرنے سے، عجیب بات ہے کہ ماں باپ جب زندہ ہوتے ہیں تب قدر نہیں کرتے اور مرنے کے بعد لاش کی قدر کرنے کے لئے دُبئی سے آرہا ہے۔

---

[1] حسن التقاضی في سيرة الإمام أبی يوسف القاضی، ص:۱۷

[2] حسن التقاضی في سيرة الإمام أبی يوسف القاضی، ص:۱۷

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے سوچا ہوگا کہ درس سے فارغ ہونے تک انتظار کرنا سنت کے خلاف ہے، اور اگر ابھی اُٹھ کر جاتا ہوں تو میرا سبق جاتا ہے، کہا کہ غسل دو، کفن پہناؤ اور دفن کر دو، میں سبق سے فارغ ہونے کے بعد گھر آرہا ہوں۔[1]

## ایک شیطانی خیال

علماء نے کچھ کم محنتیں نہیں کی ہیں میرے بھائیو! ہمیں مسلمان رکھنے کے لئے، ہمارے اندر دین باقی رکھنے کے لئے علماء نے بہت قربانیاں دی ہیں، یہ بات ذہن سے نکالو کہ علماء نے کچھ نہیں کیا یا علماء کچھ نہیں کررہے ہیں، یہ شیطانی خیال ہے، انشورنس (insurance) کے مسائل آپ کو کون بتلاتا ہے؟ خرید وفروخت کے مسائل آپ کو کون بتلاتا ہے؟ آپ کو جب بھی کوئی مسئلہ پیش آتا ہے تو آپ کس کے پاس جاتے ہیں؟ علماء کے بغیر آپ دین پر کیسے چل رہے ہیں؟ بغیر علماء کی رہنمائی کے دین پر عمل کرنا کسی طرح ممکن نہیں ہے۔

## ایک عالم کا اللہ تعالیٰ کے راستے میں پینتالیس (۴۵) سال کا سفر

امام ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدّث گزرے ہیں، بیس (۲۰) سال تک انہوں نے اپنے وطن میں رہ کر علم حاصل کیا، جب اطمینان ہوگیا کہ یہاں جو کچھ تھا میں حاصل کر چکا ہوں تو سفر شروع کیا، اس وقت بیس (۲۰) سال کی عمر تھی، جب واپس لوٹے تو پینسٹھ (۶۵) سال کی عمر ہو چکی تھی۔[2]

---

[1] حسن التقاضی في سيرة الإمام أبی یوسف القاضی، ص:۹

[2] صفحات من صبر العلماء، ص:۶۵

آج ہم مدرسوں میں جاتے ہیں چھ سال، دس سال کے لئے، جماعت میں جاتے ہیں چالیس دن اور چار مہینے کے لئے، بہت بہت تو علماء ایک سال کے لئے، مگر ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ پینتالیس (۴۵) سال تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں علم حاصل کرتے رہے، پینتالیس (۴۵) سال تک نہ باپ کو معلوم کہ بیٹا کیا کر رہا ہے نہ ماں کو، نہ بھائی کو معلوم کہ بھائی کیا کر رہا ہے نہ بہن کو، نہ چچا کو معلوم کہ بھتیجا کیا کر رہا ہے نہ خالہ کو کہ بھانجا کیا کر رہا ہے، ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی معلوم نہیں کہ میرے خاندان کے کتنے لوگ زندہ ہیں اور کتنے لوگ دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں، سفر کرتے رہے اور احادیث لکھتے رہے، علّامہ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے اگر یہ قربانی نہ دی ہوتی تو آج ہم اور آپ شاید مسلمان نہ ہوتے، ان کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ جب واپس آئے ہیں تو ایک اونٹنی پر خود سوار تھے اور پیچھے چالیس (۴۰) اونٹنیاں علم کی کتابوں سے لدی ہوئی تھیں۔[1]

کیا اب بھی آپ یہ کہیں گے کہ علماء نے کیا کِیا ہے؟ پینتالیس (۴۵) سال کے بعد واپس لوٹ رہے ہیں اور مال و متاع کچھ نہیں، ایک پیسہ نہیں، علم ہی علم ہے، ابن مندہ! آپ کو سلام، اللہ تعالیٰ آپ کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں، اگر آپ نے یہ جدوجہد نہ کی ہوتی تو ہم کلمہ نہ پڑھ سکتے، ہم حدیث کا نام نہ لے سکتے، ہم اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین سے اپنے سینے کو منوّر نہ کر سکتے، اللہ تعالیٰ پوری اُمّت کی طرف سے آپ کو جزائے خیر دیں۔ (آمین)

---

[1] تذكرة الحفاظ: ۳/ ۱۶۵

## امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا گھاس کھا کر گزارہ کرنا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سولہ (۱۶) سال کی عمر میں حصولِ علم کے لئے اپنے وطن سے نکلے۔[۱] جس جگہ کے بارے میں پتا چلا کہ وہاں محدّث ہیں، چلے گئے، مکّہ مکرّمہ، مدینہ منوّرہ، بغداد، کوفہ، بصرہ، شام، مصر، نیشاپور، غرض تمام بلادِ اسلامیہ کا سفر کیا۔[۲] کتنے اساتذہ سے علم حاصل کیا؟ ایک ہزار اسّی (۱۰۸۰) محدّثین کے پاس جا کر انہوں نے حدیث کا ذخیرہ جمع کیا۔[۳]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کاتب محمد بن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ طلبِ علم کے دوران میرے اوپر ایسا وقت بھی آیا کہ گھر سے پیسے پہنچنے میں تاخیر ہوگئی، اُس زمانے کے طلبہ میں علم کے ساتھ عمل بھی ہوتا تھا، مستغنی ہوتے تھے، کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا طبیعت کے خلاف ہوتا تھا، تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خرچ جب نہیں پہنچا تو میں دو دن تک بھوکا رہا اور میں نے گھاس کھا کر گزارہ کیا۔[۴]

## ایک محدّث کی حیرت انگیز قربانی

ایک محدّث علم کی طلب میں، حدیث کی طلب میں جنگل بیابان میں بھٹک گئے، پانی نہ ملا تو اپنا خود کا پیشاب پینے پر مجبور ہوگئے، اور یہ بات اپنے شاگردوں کے سامنے بعد میں انہوں نے خود بیان کی کہ یہ علم جو میں تمہیں دے رہا ہوں یہ بڑی محنتوں سے حاصل کیا ہے،

---

[۱] هدى السّارى، مقدّمة فتح البارى، ص: ٦٦٩

[۲] سير أعلام النبلاء: ۱۲ / ۳۹۴، ۳۹۵

[۳] هدى السّارى، مقدّمة فتح البارى، ص: ٦٧٠

[۴] هدى السّارى، مقدّمة فتح البارى، ص: ٦٧٢

اس علم کے حصول کے لئے جنگل بیابان میں بھٹک گیا تھا اور جب پیاس نے نڈھال کر دیا تو جان بچانے کے لئے خود اپنے پیشاب کو پینے پر مجبور ہو گیا۔[1]

## شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا چھ (٦) ماہ مدرسے سے باہر نہ نکلنا

میرے بھائیو! علم اور دین کے لئے قربانی دینے والے علماء ہر دور میں رہے ہیں، انہوں نے علم اور دین کی حفاظت کی خاطر، علم اور دین کو آنے والی نسلوں تک پہنچانے کی خاطر عجیب عجیب قربانیاں پیش کیں، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے جوتے گم ہو گئے تو چھ (٦) مہینے کے بعد دوسرے خریدے۔[2]

چھ (٦) مہینے کے بعد کیوں؟ اس لئے کہ آپ دین اور علم سیکھنے میں اتنے مشغول تھے کہ چھ مہینے تک مدرسے سے باہر نکلنے کی نوبت ہی نہیں آئی، مدرسہ مسجد سے متّصل تھا، مسجد سے مدرسہ اور مدرسے سے مسجد، یہ واقعہ میں نے اس لئے عرض کر دیا کہ شیطان بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات ڈالتا ہے کہ ہم مانتے ہیں کہ پچھلے زمانے کے علماء نے دین کے لئے بہت کچھ کیا ہے، لیکن اس زمانے کے علماء کیا کر رہے ہیں؟

میرے بھائیو! ہر دور میں ایسے علماء رہے ہیں جن کے کارنامے حیرت انگیز ہیں، علم اور دین کی حفاظت اور اشاعت کا ایسا جذبہ سوار تھا کہ مرتے مرتے بھی انہیں یہی فکر دامن گیر تھی کہ حاصل شدہ علم شاگردوں کو زیادہ سے زیادہ پہنچا دیں۔

---

[1] میزان الإعتدال: ۲/ ۶۰۰

[2] آپ بیتی، یاد ایام: ۱/ ۳۲۸، ۳۲۹

## امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کا محیّر العقول کارنامہ

شمس الائمہ امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے زمانے کے امیر کو ناراضگی ہوگئی، خاقان اس کا نام تھا، اُس نے انہیں کنویں میں بند کردیا، کنویں میں قید کی سزا ہوئی، کتنے سال تک کنویں میں رہے؟ پندرہ (۱۵) سال تک، کیوں؟ حق بات بولنے کی وجہ سے، یہ حق بات بولنے کا کام بھی صرف علماء نے کیا ہے، چودہ سو (۱۴۰۰) سال کی تاریخ دیکھ لیجئے، صرف علماء کی جماعت ہے جو حکّام کے سامنے compromise (سمجھوتا) نہیں کرتی، میرے بھائیو! علماء آپ کے سامنے اپنی برادری کے کردار کو بیان نہیں کرتے، انہیں حیا آتی ہے کہ علماء کی تعریف کہیں اپنی خود کی تعریف نظر نہ آئے، مجھے بھی یہ احساس رہتا ہے مگر کیا کروں؟ علم اور علماء کی ناقدری کو دیکھ کر مجبور ہو جاتا ہوں اور تھوڑا کچھ بول لیتا ہوں۔

پندرہ سال تک ایک حق بات کہنے کی وجہ سے کنویں میں قید و بند کی مشقّت برداشت کی، شاگردوں کے ساتھ مشورے کے بعد یہ طے ہوا کہ درس کنویں سے ہوا کرے گا، وہاں کتب خانہ وغیرہ کچھ بھی نہیں تھا، کھانا، پینا، سونا، سب کچھ کنویں میں، کیسی تکلیف کا عالم ہوگا؟ مگر اس حالت میں بھی ایک ہی چیز ذہن میں تھی کہ میرے پاس جو علم ہے وہ مرنے سے پہلے پہلے بعد والوں تک منتقل ہو جائے، روزانہ طلبہ آتے تھے، کنویں کے اردگرد بیٹھ جاتے تھے اور آپ کنویں سے املا کرواتے تھے، یہ کتاب جو کنویں کے اندر سے لکھوائی گئی اور جسے طلبہ کنویں کے اردگرد بیٹھ کر لکھتے رہے، اس کا نام مبسوط ہے، یہ کتاب کتنی جلدوں میں ہے؟ تیس (۳۰) جلدوں میں۔[1]

---

[1] معالم إرشادية، ص: ۹۳

اللہ اکبر! جو شخص کنویں میں بیٹھ کر بغیر کسی کتب خانے اور مراجع (references) کے تیس جلدوں پر مشتمل کتاب لکھوا سکتا ہے، اس کے پاس علم کتنا ہوگا اور اس علم کو حاصل کرنے کے لئے اس نے کیا کچھ نہیں کیا ہوگا؟

میرے بھائیو! اگر علماء کے بارے میں دلوں میں کوئی بُرا خیال گزر رہا ہے تو توبہ کرو اور یٰس شریف پڑھ کر ان کو ثواب پہنچاؤ تا کہ ان کی روحوں کو سکون پہنچے اور وبال سے بچ سکو، علماء کے ہم پر اس قدر احسانات کے باوجود ہم بجائے احسان مند ہونے کے اپنا بہت سارا وقت ان کی بُرائی میں خرچ کرتے ہیں، یہ بہت بڑا جرم ہے، اس سے توبہ کرو۔

## امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی صرف ایک سوال کے جواب کے لئے حیرت انگیز قربانی

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ یا امام ربیع رحمۃ اللہ علیہ میں سے ایک نے نقل کیا ہے کہ ایک دن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کسی ستون یا کسی اور چیز کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے ایک شیخ کو آتے ہوئے دیکھا، اون کا لباس پہنا ہوا تھا اور ہاتھ میں لاٹھی تھی، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جب دیکھا کہ شیخ آرہے ہیں تو کھڑے ہوگئے، کپڑوں کو ٹھیک کیا اور سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، کیوں؟ اس لئے کے یہ حضرات علم اور ادب والے تھے، بہرحال وہ شیخ آئے، علیک سلیک ہوئی، وہ بھی بیٹھ گئے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ان کو دیکھتے رہے، تھوڑی دیر کے بعد شیخ نے کہا کہ کیا میں سوال کر سکتا ہوں؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جی ہاں! شیخ نے کہا کہ جو مسائل آپ بیان کرتے ہیں، ان کے لئے آپ کے پاس کیا دلیل ہوتی ہے؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کِتَابُ اللّٰہِ، اللہ تعالیٰ کی کتاب، میں مسئلہ بیان کرتا ہوں تو قرآن سے دلیل پکڑتا ہوں۔ شیخ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے علاوہ اور کیا؟ امام شافعی

رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت۔ شیخ نے کہا کہ ان دو چیزوں کے علاوہ اور کیا؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اِتِّفَاقُ الْأُمَّةِ، اجماعِ اُمّت۔

علماء سمجھتے ہیں کہ شریعتِ مطہّرہ کے مسائل کا استخراج چار (۴) اصولوں سے ہوتا ہے: کتابُ اللہ، سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اجماعِ اُمّت اور قیاس، میں اس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا، میں اس وقت اس قصّے سے ایک بات بتلانا چاہتا ہوں کہ علماء نے علم کے پیچھے کتنی محنت کی ہے، خیر، تو شیخ نے کہا کہ اجماعِ اُمّت آپ کے نزدیک مسائل استنباط کرنے کے لئے ایک اصول ہے، اس کی آپ کے پاس کوئی دلیل ہے؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہاں، دلیل ہے اور وہ کتابُ اللہ میں ہے۔ شیخ نے کہا کہ کتابُ اللہ میں کونسی آیت؟

اس سوال پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے اور غور وفکر کرنے لگے، ایسا معلوم ہورہا تھا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو وہ دلیل معلوم تھی لیکن اس وقت ذہن سے اوجھل ہوگئی تھی، بالآخر شیخ نے کہا کہ میں آپ کو تین (۳) دن کی مہلت دیتا ہوں، میں تین دن کے بعد دوبارہ آؤں گا، اس وقت یا تو اس سوال کا جواب دیجئے یا پھر اللہ تعالیٰ سے توبہ کیجئے۔

قصّے کے راوی کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، آپ اپنے گھر میں تشریف لے گئے اور تین دن تک باہر نہیں نکلے، میں نے ابھی آپ حضرات کو بتلایا کہ یہ حضرات دنیا وما فیہا سے بے خبر ہو جاتے تھے، ظہر اور عصر کے درمیان کا وقت تھا، گھر میں چلے گئے اور تین دن کے بعد اسی وقت یعنی ظہر اور عصر کے درمیان نکلے، اور حال یہ تھا کہ آپ کا پورا بدن سُوج چکا تھا؛ چہرہ، ہاتھ، پیر اور بدن کے ہر عضو پر ورم تھا، ایسا لگ رہا تھا کہ آپ

ایک مدّت سے بیمار ہیں، صرف تین دن میں آپ کی یہ حالت ہوگئی، آپ ابھی گھر سے نکل کر بیٹھے ہی تھے کہ وہ بزرگ بھی پہنچے اور سلام کر کے بیٹھ گئے اور اجماعِ اُمّت پر دلیل مانگی، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. ﴿وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا﴾ (النّساء:۱۱۵)

یہ علمی بات ہے، میں اس میں جانا نہیں چاہتا، شیخ مطمئن ہو گئے، تصدیق کی اور چلے گئے، ان کے جانے کے بعد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس دن گھر میں داخل ہونے کے بعد قرآن کی تلاوت میں مشغول ہوگیا، روزانہ تین مرتبہ قرآنِ مجید کو مکمّل کیا۔[۱]

اللہ اکبر! آپ دلیل تلاش کر رہے تھے، ظاہر ہے کہ ہر مرتبہ اس آیت پر سے گزر ہوا ہوگا مگر جواب کی طرف ذہن منتقل نہیں ہوا اس لئے برابر پڑھتے رہے، پورا قرآن نو (۹) مرتبہ پڑھا، جب جواب کی طرف ذہن منتقل ہوا کہ یہ آیت دلیل ہے تب سکون ہوا۔

صرف ایک سوال کے جواب کے لئے وہ اپنے آپ کو کیسی مشقّت میں ڈالتے تھے، اصل بات یہ ہے کہ ان حضرات کا اوڑھنا بچھونا سب کچھ علم اور دین کی خدمت ہی تھا، ذہن میں ہر وقت یہی سوال گردش کرتا رہتا تھا کہ کونسی چیز اللہ کو راضی کرنے والی ہے اور کون سی ناراض کرنے والی؟ کون سی چیز جائز ہے اور کون سی ناجائز؟ میرے بھائیو! یہ سب کچھ انہوں

---

[۱] سیر أعلام النبلاء: ۱۰/ ۸۳، ۸۴

نے میرے لئے اور آپ کے لئے کیا، اگر یہ حضرات محنت نہ کرتے تو آج ہمارے لئے دین پر چلنا ممکن نہ ہوتا۔

## بھوکے شیر کے سامنے بھی علم اور دین کی فکر

ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں، ابوالحسن بُنان الزّاہد رحمۃ اللہ علیہ، آپ کے زمانے میں احمد بن طولون حکمران تھا، بڑا ظالم اور جابر، اس کے ظلم کی وجہ سے جن لوگوں کو موت کی گھاٹ اتار دیا گیا ان کی تعداد اٹھارہ ہزار (۱۸۰۰۰) ہے۔[1] ابوالحسن بُنان الزّاہد رحمۃ اللہ علیہ نے ابنِ طولون کو حق بات کہی، جیسے میں نے پہلے کہا کہ یہ حق بات کہنے کا کام علماء ہی کرتے ہیں، ناراض ہو کر غضبناک ہو گیا، حکم دیا کہ ابوالحسن کو شیر کی غذا بنا دو! کارِندوں نے شیخ کو arena (میدان) میں لاکر بٹھا دیا۔

شیر کو پنجرے میں لایا گیا، لوگ جمع ہو گئے، وہ محفوظ جگہ سے پورا تماشہ دیکھ رہے تھے، پنجرے کا دروازہ کھولا گیا، شیر دھاڑیں مارتا ہوا arena (میدان) میں داخل ہوا، چاروں طرف خوف کا ماحول تھا، نظر آرہا تھا کہ شیخ چند لمحوں کے مہمان ہیں، مگر شیخ اپنی نظریں زمین کی طرف کئے ہوئے اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے، نہ گھبراہٹ نہ خوف، شیر دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور ابھی شیخ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک رُکا اور زمین پر بیٹھ گیا، تھوڑی دیر کے بعد اٹھا اور آہستہ آہستہ شیخ کی طرف آگے بڑھنے لگا، قریب پہنچ کر شیخ کو دیکھنے اور سونگھنے لگا جیسا کے ایک مانوس کُتّا اپنے مالک کے ساتھ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے انسان سے شیر خوف زدہ ہو گیا، ادھر شیخ اسی طرح نظریں جھکا کر خاموش بیٹھے ہیں اور چہرے سے پتا چل رہا

---

[1] شذرات الذهب: ۳/۲۹۵، الوافی بالوفیات: ۷/۲۶۶

تھا کہ آپ کسی چیز کے بارے میں سوچ رہے ہیں، احمد بن طولون نے دیکھا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ ہے، اس سے دشمنی مول لینا اپنے آپ کو بڑے خطرے میں ڈالنا ہے، قصّہ ختم ہوگیا۔

لوگ شیخ کی خاموشی کے بارے میں بحث کرنے لگے، جس کے ذہن میں جو بات آئی وہ کہی، احمد بن طولون نے بھی شیخ سے پوچھا کہ بیٹھے بیٹھے شیر کے سامنے آپ کیا سوچ رہے تھے؟ شیخ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ تھا کہ وہ مجھے ضرور بچالے گا، اس لئے جب شیر قریب آیا تو اس بات پر غور کرنا پڑا کہ آیا شیر کا لُعاب، شیر کا تھوک پاک ہے یا نہیں؟[1]

اللہ اکبر! شیر کے منہ میں ہوتے ہوئے بھی ایک شرعی مسئلے میں غور کر رہے ہیں، میرے بھائیو! اِن علماء کو سلام، اِن علماء پر اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں اور ہمارا اور آپ کا حشر اِن علماء کے ساتھ فرمائیں، اگر آخرت کی کامیابی چاہتے ہو تو یہ دعا کرو کہ اے اللہ! اِن کے ساتھ ہمارا حشر فرما اس لئے کہ قیامت کے دن یہ حضرات بہت اونچے مقام پر ہوں گے۔

## حدیث کی خدمت کی وجہ سے محدّث ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا آخرت میں مقام

محدّث ابوزرعہ الرّازی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا، کسی نے ان کو خواب میں دیکھا کہ فرشتوں کو پہلے آسمان میں نماز پڑھا رہے ہیں، پوچھا کہ یہ مقام آپ کو کیسے ملا؟

ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] حلیۃ الأولیاء: ۱۰/ ۳۲۴

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلاَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا[۱]

جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔

میں نے اپنے اس ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھیں اور ہر حدیث پر درودِ پاک پڑھا۔[۲]

ظاہر ہے کہ جس پر ایک کروڑ رحمتیں نازل ہوں اسے یہ مقام نہیں تو اور کیا ملے گا؟ میرے بھائیو! یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے خیمے صدیوں پہلے جنّت میں گاڑ چکے ہیں، ان کے خلاف زبان گندی کر کے اپنے آپ کو جنّت سے محروم نہیں کرنا چاہیے، حضرت علّامہ انور شاہ کشمیری صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حافظ ابنِ حجر ہوں یا علّامہ عینی، یہ سب حضرات صدیوں پہلے جنّت میں اپنے خیمے گاڑ چکے ہیں، ان کی شان میں کوئی نامناسب بات کہہ کر اپنی عاقبت خراب نہ کرو۔[۳] میرے بھائیو! زبان کی حفاظت کرو، ان کا کچھ نہیں جائے گا مگر ہمارا بہت بڑا نقصان ہوگا۔

## یعقوب بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی قربانی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توجّہ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظر میں علم کی خدمت کرنے والے حضرات کا مقام کتنا اونچا ہے اس کا ہم اندازہ نہیں لگا سکتے، ایک محدّث، یعقوب بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں طلبِ علم میں تیس (۳۰) سال سفر میں رہا، میرے اوپر ایک مرتبہ ایسا وقت آیا کہ کھانے پینے وغیرہ کے لئے کچھ نہیں تھا، پیسے بھی نہیں تھے، مجھے مجبوراً کتابت کا

---

[۱] صحیح مسلم، کتاب الصّلاۃ، ح(۳۸۴)

[۲] مقدّمۃ کنز العمّال: ۱/۱۹

[۳] مجالسِ مفتئ اعظم، ص: ۶۲۶

کام اختیار کرنا پڑا، اب ایک طرف طلبِ علم اور دوسری طرف لکھنے کا کام جس کے بدلے کچھ پیسے مل جاتے تھے جس سے میں اپنا کام چلا لیتا تھا، اب پورا دن طلبِ علم میں گزرتا تھا اور پوری رات لکھنے میں۔

ایک رات لکھتے لکھتے اچانک میری آنکھوں میں پانی اُتر آیا اور بینائی چلی گئی، میں پُھوٹ پُھوٹ کر رویا، کس بات پر؟ اس بات پر کہ جس مقصد کے لئے نکلا تھا اس میں اب میں ناکام رہوں گا، اب طلبِ علم نہیں ہوسکے گا، بہت رویا اور روتے روتے مجھے نیند آگئی، خواب میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرمارہے ہیں کہ یعقوب! تم کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم! میں علم کی طلب میں نکلا تھا، میری بینائی چلی گئی، مجھے غم ہو رہا ہے کہ میرا مقصد فوت ہوگیا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ میرے قریب آؤ۔ پھر آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے میری آنکھوں پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا اور کچھ پڑھ کر دم کیا، جب میں بیدار ہوا تو میری بینائی واپس لوٹ چکی تھی۔[1]

میرے بھائیو! علمِ نبوّت سے نسبت اتنی اونچی چیز ہے کہ اس کی وجہ سے ان حضرات کو تائیدِ غیبی حاصل تھی اور ان کی طرف عجیب عجیب طریقوں سے اللہ تعالیٰ کی نصرت متوجّہ ہوتی تھی۔

## چار طالبِ علموں کی قربانی اور نصرتِ غیبی

محمد نام کے چار بڑے بڑے امام گزرے ہیں؛ محمد بن جریر الطّبری رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن نصر المروزی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن ہارون الرُّوْیانی رحمۃ اللہ علیہ، چاروں

---

[1] تہذیب التھذیب: ۱۱/ ۳۳۶، ۳۳۷

اپنے وقت کے امام، ان کی طالبِ علمی کے زمانے کا ایک عجیب قصّہ ہے، چاروں اتّفاق سے مصر میں اِکٹھے ہوگئے، خرچ ختم ہوگیا، بھوک اور فاقوں پر گزارہ ہونے لگا، بالآخر صورتِ حال نے شدّت اختیار کرلی، جب اپنی رہائش گاہ پر رات کو جمع ہوئے تو بھوک کی وجہ سے تڑپ رہے تھے، چاروں کا اس بات پر اتّفاق ہوا کہ قرعہ ڈالتے ہیں اور جس کے نام کا قرعہ نکلے اسے بھیک مانگنے کے لئے جانا پڑے گا، قرعہ اندازی ہوئی اور محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا قرعہ نکلا، انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ آپ حضرات مجھے تھوڑی مہلت دو، میں وضوء کرکے دو رکعت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کروں، چنانچہ یہ طالبِ علم وضوء کرکے نماز میں مشغول ہوگئے، دعا بھی کی ہوگی کہ اے اللہ! مجھے سوال کی ذلّت سے، کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچالیں، طالبِ علم تھے مگر مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلانے کے بجائے اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک گئے۔

ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی، جب دروازہ کھولا تو والئ مصر کا قاصد تھا، اس نے کہا کہ محمد بن نصر کون ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ ہیں، اس نے پچاس دینار سے بھری ہوئی ایک تھیلی نکالی اور ان کے حوالے کردی، پھر پوچھا کہ محمد بن جریر کون ہیں؟ جب بتلایا گیا تو انہیں بھی ایک ایسی ہی تھیلی دے دی، اس کے بعد محمد بن اسحاق کے بارے میں پوچھا تو ساتھیوں نے بتلایا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں، قاصد نے انہیں بھی اور محمد بن ہارون کو بھی پچاس پچاس دینار کی ایک ایک تھیلی دی اور اس کے بعد کہا کہ امیر گزشتہ کل دوپہر قیلولہ کررہے تھے، خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس نے کہا کہ محمد نام کے چار طالبِ علم بھوک سے تڑپ رہے ہیں اور تم خوابِ خرگوش میں مشغول ہو؟ امیر نے یہ تھیلیاں تمہارے لئے بھیجی ہیں اور قسم دے کر کہا ہے کہ جب یہ ختم ہوجائیں تو اپنے میں سے کسی ایک کو بھیج کر اطّلاع

دے دینا تا کہ مزید امداد کی جائے۔[1]

## ایک طالبِ علم کا دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مقام

حافظ ابنِ عساکر رحمۃ اللہ علیہ ابوعبداللہ الفراوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حدیث حاصل کرنے کے لئے گئے، ابوعبداللہ الفراوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابنِ عساکر نے مجھ سے حدیث پڑھنا شروع کیا، حدیث پڑھنے کا اور علم حاصل کرنے کا شوق اتنا زیادہ تھا کہ میں ان سے صرف تین (۳) دن میں تنگ آ گیا، اللہ اکبر! یہ طالبِ علم کتنا حریص ہوگا کہ ایک محدّث جنہوں نے اپنے آپ کو اسی کام کے لئے وقف کر رکھا تھا وہ تنگ آ گئے، فرماتے ہیں کہ میں نے قسم کھا لی کہ آئندہ اس طالبِ علم کے لئے دروازہ نہیں کھولوں گا، صبح کو کسی نے دروازے پر دستک دی، میں نے دروازہ کھولا، علیک سلیک کے بعد اس نے کہا:

أَنَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْكَ

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے تمہارے پاس اپنا قاصد بنا کر بھیجا ہے۔

میں نے کہا:

مَرْحَباً بِكَ

آپ کو مرحبا ہو، تشریف لائیے۔

اس نے کہا کہ میں نے خواب میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوعبداللہ الفراوی کے پاس جاؤ اور ان سے کہو:

قَدِمَ بَلَدَكُمْ رَجُلٌ شَامِيٌّ اَسْمَرُ اللَّوْنِ يَطْلُبُ حَدِيْثِي فَلَا تَمَلَّ مِنْهُ

---

[1] طبقات الشافعية الكبرى، ۲/۲۵۱

تمہارے شہر نیشاپور میں ایک شخص آیا ہے شام سے، گندم گوں رنگ والا ہے،
وہ صرف میری حدیث کی طلب میں آیا ہے، اس لئے اس سے اُکتا نامت۔

ابو عبد اللہ الفراوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے بہت بڑے محدّث تھے اور حافظ ابنِ عساکر رحمۃ اللہ علیہ ابھی چھوٹے تھے اور طالبِ علم، مگر علم کی محبت اور علم کی اعلیٰ درجے کی طلب کی وجہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ان کا مقام بہت اونچا تھا، محدّث الفراوی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہ بات سمجھ گئے، اسی لئے آپ نے یہ معمول بنالیا کہ ابنِ عساکر رحمۃ اللہ علیہ جب تک پڑھتے رہتے آپ پڑھاتے رہتے، راوی کہتے ہیں:

فَوَاللّٰہِ مَا کَانَ الْفَرَاوِيُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَقُوْمُ حَتّٰی یَقُوْمَ الْحَافِظُ[1]
اللہ کی قسم! امام الفراوی رحمۃ اللہ علیہ مجلسِ حدیث سے اس وقت تک نہیں اٹھتے تھے
جب تک حافظ ابنِ عساکر رحمۃ اللہ علیہ نہیں اٹھ جاتے تھے۔

یعنی امام الفراوی رحمۃ اللہ علیہ ہر طالبِ علم سے کہتے تھے کہ وقت پورا ہوگیا، اب چلے جاؤ، مگر ابنِ عساکر رحمۃ اللہ علیہ جب تک خود نہیں کہتے تھے کہ بس، اس وقت تک امام الفراوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی جگہ سے نہیں اٹھتے تھے اور پڑھاتے رہتے تھے۔

میرے بھائیو! یہ وہ جماعت ہے جس کی تائید اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اور دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوتی ہے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ جب طلبہ اپنے گھروں سے حدیث کی طلب میں نکلتے ہیں تو ان کے اس سفر کی برکت سے اللہ تعالیٰ شانہٗ اِس اُمّت سے بلاؤں کو دور کر دیتے ہیں۔[2]

---

[1] تذكرة الحفاظ: ۴/۸۷

[2] مجموعة رسائل في علوم الحديث، ص: ۱۴۸

## علماء اور محدّثین آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جماعت ہیں

ابونصر الواعظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ محمد بن سلیمان الصُّعلو کی رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لئے تشریف لے جارہے ہیں، یہ اُس وقت کے امامُ المحدّثین تھے، ابونصر کہتے ہیں کہ میں بھی پیچھے پیچھے گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ محمد بن سلیمان کے پاس داخل ہوگیا، میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا، بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ یہ تو امامُ المحدّثین ہیں، بیمار ہیں، ان کا اگر انتقال ہوگیا تو اندیشہ ہے کہ دین میں اور خدمتِ حدیث میں خلل واقع ہوگا، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میری طرف دیکھا اور فرمایا:

لَا تُفَكِّرْ فِيْ ذَاكَ،إِنَّ اللّٰهَ لَا يُضَيِّعُ عِصَابَةً أَنَا سَيِّدُهَا[1]

اے ابونصر! تم اِس کی فکر نہ کرو کہ یہ انتقال کر جائیں گے تو حدیث میں خلل واقع ہوجائے گا، یہ جو علماء اور محدّثین کی جماعت ہے، اُس کا میں سردار ہوں، اور جس جماعت کا میں سردار ہوں، اس جماعت کو اللہ تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کریں گے۔

میرے بھائیو! یہ لوگ بڑے مقدّس ہیں، ان برگزیدہ شخصیتوں کے اور بھی کئی قصّے ذہن میں آرہے ہیں، جی چاہتا ہے کہ میں بولتا ہی چلا جاؤں مگر وقت اجازت نہیں دیتا۔

## علماء اُمّت کے محسن ہیں

یاد رکھو کہ یہ علماء ہمارے محسن ہیں، پوری اُمّت کے محسن ہیں، انہوں نے رات اور دن

---

[1] طبقات المفسرین: ۲/ ۱۵۵، ۱۵۴

ایک کر کے ہم تک علم پہنچایا ہے، انہوں نے بہت محنتیں کی ہیں، اگر یہ خون اور پسینے کو ایک نہ کرتے، رات اور دن کو ایک نہ کرتے تو آج ہمیں دین کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوتا، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب دنیا سے تشریف لے گئے اس وقت اسلامی کتب خانے میں کتنا ذخیرہ تھا؟ حدیثوں کے کچھ اوراق اور قرآنِ مجید، وہ بھی منتشر، پورا قرآن لکھا ہوا ایک جگہ پر نہیں تھا اور نہ حدیث کی کوئی کتاب تھی، لیکن علماء کی محنت کی برکت کہ آج آپ کسی بھی کتب خانے میں چلے جائیں اور قرآن کی تفسیر کے متعلّق پوچھیں تو کتب خانے کا مالک آپ کو کتب خانے کا ایک حصّہ بتلائے گا جس میں درجنوں کتابیں تفسیر سے متعلّق ہوں گی، آپ بخاری شریف کی شرح کے بارے میں پوچھیں تو وہ ایک دوسرے حصّے کی طرف اشارہ کرے گا جو صرف بخاری شریف کی شروحات سے بھرا ہوگا، علماءِ کرام نے دین اور علم کی حفاظت کے لئے اور پھر اشاعت کے لئے بہت محنت کی ہے۔

## علماء کی محنت نہ ہوتی تو ہم تلاوت سے بھی محروم رہتے

اگر یہ حضرات محنت نہ کرتے تو ہم قرآن کی تلاوت بھی نہ کر سکتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں عربی حروف پر کوئی علامت نہیں تھی، ب، ت، ث، ج، خ، وغیرہ تمام حروف بغیر نقطے کے تھے، قرآن اگر اسی حالت میں رہتا تو ہم اس کی تلاوت کیسے کرتے؟ علماء نے محنت کی کہ ب، ت، ث میں فرق بتلانے کے لئے نقطے لگائے، پھر نہ زبر تھا، نہ زیر اور پیش، نہ تشدید نہ سکون، سوچو کہ ہم قرآن کیسے پڑھتے؟

## علماء کے بغیر لوگ چوپایوں کی طرح ہوتے

میرے بھائیو! نہ ہم قرآن پڑھ سکتے، نہ سمجھ سکتے، نہ دین پر عمل کر سکتے، پھر ہم میں اور

جانوروں میں کیا فرق ہوتا؟ اسی لئے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَوْلَا الْعُلَمَاءُ لَصَارَ النَّاسُ مِثْلَ الْبَهَائِمِ[1]

اگر علماء نہ ہوتے تو انسان چوپایوں کی طرح ہوجاتے۔

اگر علماء نہ ہوتے تو علم محفوظ نہ رہتا، علم محفوظ نہ رہتا تو ہمارے اندر انسانیت باقی نہ رہتی، میرے بھائیو! یہ علماء اور حفّاظ ہمارے چھوٹے چھوٹے بچّوں کو دین پڑھاتے ہیں، انہوں نے ہی ہمیں بھی بچپن میں قرآن پڑھایا اور دین سکھایا، ہمیں وضوء اور غسل کا طریقہ سکھایا، نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا سکھایا، انہوں نے ہی ا، ب، ت، ث سے شروع کرواکر ہم پر محنت کرکے علم اور ادب کا شعور دیا، ان ہی حضرات نے ہمیں اخلاق سکھائے، جینے کا سلیقہ سمجھایا، زندگی کو بامقصد بنایا، یہ مکتب میں بیٹھ کر پڑھانے والے، یہ دارالعلوم میں خدمت کرنے والے، یہ فتویٰ لکھنے والے، یہ سب حفّاظ، علماء اور مفتیانِ کرام ہمارے محسن ہیں اور قابلِ قدر ہیں۔

## علماء مفت میں رہنمائی کرتے ہیں

میرے بھائیو! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جب کوئی نیا مسئلہ آپ کو، اُمّت کو پیش آتا ہے تو آپ کی کون رہنمائی کرتا ہے؟ میں کہا کرتا ہوں کہ پوری دنیا میں free consultancy (مفت رہنمائی) ایک ہی ہے، صرف علماء اور مفتی حضرات ہیں جو مفت میں آپ کے مسائل حل کرتے ہیں، ان کا ہم پر بڑا احسان ہے۔

---

[1] إحياء علوم الدين: ۱/ ۲۲

## پہلی اپیل: علم، علماء اور مدارس کی قدر کرو

میرے بھائیو! میری سب سے پہلی اپیل آپ حضرات سے یہ ہے کہ آپ اپنے دلوں میں علم کی، علماء کی اور علم کے مراکز یعنی مدارس اور مکاتب کی قدر پیدا کرو، ایسا خیال مت آنے دو کہ یہ کچھ نہیں کررہے ہیں، یہ خیال بھی مت آنے دو کہ یہ لوگ دین کا کام تنخواہ لے کر کرتے ہیں، اس لئے کہ یہ حضرات تدریس میں یا امامت میں full-time (کل وقتی) مشغول ہیں، اگر تنخواہ نہ لیں تو کھائیں گے کہاں سے؟ اپنی اور اپنے بچّوں کی ضرورت کہاں سے پوری کریں گے؟ آپ بھی factory (کارخانہ) بند کردو، دکان بند کردو، کام کرنا بند کردو، ہم بھی تو دیکھیں!

## علماء کی کفالت: قوم کی شرعی ذمّہ داری

حضرت حکیم الاُمّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ عورت کا نفقہ شوہر کے ذمّہ اس لئے واجب ہے کہ وہ شوہر کی وجہ سے محبوس ہے، ٹھیک اسی طرح دین کی خدمت کرنے والے علماء بھی قوم کی وجہ سے محبوس ہیں، امام بھی محبوس ہے اس لئے کہ اسے نمازوں کی اور مکتب کی پابندی کرنی پڑتی ہے، دار العلوم میں پڑھانے والا شیخ الحدیث، مدرّس اور مفتی بھی محبوس ہے، یہ لوگ اُمّت کی ان خدمتوں میں مشغول ہونے کی وجہ سے اپنی ضرورتوں کے لئے وسائل جمع نہیں کر پاتے، اس لئے قوم کی یہ ذمّہ داری ہے کہ ان کو نفقہ دے اور ان کی ضرورتیں پوری کرے۔[1]

عورت کی تو آپ ساری ضرورتیں پوری کرتے ہیں، بلکہ ضرورت سے زیادہ خرچ

---

[1] ملفوظاتِ حکیم الاُمّت: ۱۲/ ۱۵۱، ۱۵۲

کرتے ہیں، لیکن ائمّہ کو اتنی تنخواہ بھی نہیں دیتے جس سے ان کی اَوسط درجے کی ضرورت پوری ہو سکے، ہم علماء کو کون سی بہت بڑی تنخواہ دے ڈالتے ہیں کہ ان پر احسان جتاتے ہیں کہ یہ پیسے لے کر دین کا کام کررہے ہیں، یہ تو ہماری شرعی ذمّہ داری ہے کہ ہم دین کی خدمت کرنے والے علماء کا خیال رکھیں اور ان کا تعاون کریں۔

یہ تو اچھا ہے کہ اللہ جلَّ جلالُہ وعَمَّ نوالُہ علماء میں ایک نہ بجھنے والی پیاس پیدا کرتے ہیں کہ میں سیکھوں اور سکھاؤں، اسی وجہ سے یہ مکتبوں میں، مدرسوں میں اور مسجدوں میں پڑے رہتے ہیں، لعن طعن بھی سنتے ہیں، گالیاں بھی کھاتے ہیں اور ذلّت بھی برداشت کرتے ہیں، اللہ انہیں جزائے خیر نصیب کریں۔(آمین)

## علماء کی توہین کرنے والے کا گھرانہ علم سے محروم رہتا ہے

عرض یہ کررہا تھا کہ دل میں قدر پیدا کرو، کس کی؟ علم کی، علماء کی، حفّاظ کی، مفتیوں کی، مدارس کی اور مکاتب کی، اس سے کس کو فائدہ ہوگا؟ علماء اور مدارس کو؟ نہیں، بلکہ فائدہ آپ کو ہوگا، آپ کو کامیابی ملے گی، جو علماء کا، مدارس کا، علم کا، علم سے تعلّق رکھنے والی چیزوں میں سے کسی بھی چیز کا احترام کرتا ہے، اسے دنیا اور آخرت دونوں جہان میں خیر و برکت نصیب ہوتی ہے، اور جو توہین کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سزا دیتے ہیں، اور سزا کا ایک حصّہ یہ ہے کہ اس کے گھر میں علم کو نہیں آنے دیتے۔

لیسٹر (Leicester) کے جس علاقے میں میں رہتا ہوں اس کا نام Highfields ہے، میں وہاں کہا کرتا ہوں کہ اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے آپ کو Highfields سے باہر نہیں جانا پڑے گا، آج میں آپ کو بھی کہتا ہوں کہ اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے آپ کو لُوسا کا

شہر سے باہر نہیں جانا پڑے گا، ایسے لوگوں کو دیکھئے جو علماء کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں، لاکھ کوشش کے باوجود ان کی اولاد علم حاصل نہ کرسکی، اور اگر کسی کا کوئی بچّہ عالم بن بھی گیا تو دین کی خدمت نہیں کرسکا، اور جاہلوں اور گنہگاروں کے گھروں میں علم آیا، آپ کو ایسی درجنوں مثالیں ملیں گی کہ جاہل ہے، چہرے پر ڈاڑھی بھی نہیں ہے، مگر علم اور اہلِ علم کی قدر کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ شانُہ نے اس کی اولاد کو، نواسوں کو، پوتوں کو علم کی دولت سے نوازا، اور ان کی برکت سے اس کی زندگی میں بھی ایک خوشگوار تبدیلی آئی، تو ایک کام یہ کرو: علم اور علم سے تعلّق رکھنے والی ہر چیز کی قدر کرو۔

## دوسری اپیل: خود علم حاصل کرو

دوسرا کام یہ کرو کہ خود علم حاصل کرو، جن کا نہ خانقاہوں سے تعلّق ہے، نہ دعوت وتبلیغ سے اور نہ علماء و مدارس سے، انہیں تو علم حاصل کرنے کی بہت زیادہ فکر کرنی چاہئے، لیکن میرے خانقاہی اور تبلیغی بھائیوں کو بھی اس اہم کام کی طرف توجّہ کرکے علماء کے قریب آنا چاہئے اور ان سے خوب استفادہ کرنا چاہئے، میں پوچھتا ہوں کہ غور کرکے بتاؤ کہ گزشتہ بارہ مہینوں میں آپ نے کتنا علم حاصل کیا؟ یا علم حاصل کرنے کے لئے کیا کوشش کی؟ علم حاصل کرنا تو بدقسمتی سے ہمارے اعمال اور معمولات میں ہے ہی نہیں، جب علم میں ترقّی نہیں ہوگی تو دین میں ترقّی کیسے ہوگی؟ علم ہوگا تو عمل آئے گا، اسی طرح علم میں ترقّی ہوگی تو عمل میں ترقّی ہوگی، اس لئے خدا کے واسطے علم حاصل کرنے کی فکر کرو اور اس کے لئے عملی اقدام کرو۔

## علم بڑھے گا تو عمل بڑھے گا

جن حضرات کا خانقاہوں سے تعلّق ہے وہ اپنے مشائخ کے ساتھ تعلّق رکھتے ہیں جس

کی برکت سے ان کے دلوں کو جِلاء ملتی ہے، دل عشقِ الٰہی سے سرشار ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ کرنے کا جذبہ اٹھتا ہے، مگر علم محدود ہونے کی وجہ سے عمل بھی محدود ہو کر رہ جاتا ہے، ہماری تبلیغی جماعت کے ساتھی چالیس (۴۰) دن کے لئے، چار (۴) مہینے کے لئے جاتے ہیں، عمل کا جذبہ لے کر واپس آتے ہیں، مگر علم کی کمی کی وجہ سے عمل بھی کم ہی رہتا ہے، ہمارا علم دس (۱۰) سال پہلے جتنا تھا آج بھی اتنا ہی ہے تو جذبے کے باوجود عمل وجود میں کیسے آئے گا؟ علم بڑھاؤ، علم بڑھے گا تو عمل بڑھے گا۔

ریل گاڑی کے اِنجن (engine) میں steam (بھاپ) جتنی چاہے بڑھ جائے مگر وہ وہیں تک جاسکے گی جہاں تک پٹڑیاں ہوں گی، لُوساکا سے جانے والی ریل گاڑی کے لئے پٹڑیاں Petauke تک ہی پہنچتی ہیں، تو اس گاڑی میں steam (بھاپ) جتنی چاہے پیدا کرلو وہ Petauke سے آگے نہیں جاسکے گی، اِنجن سے چھک، چھک، چھک کی آواز آتی رہے گی مگر گاڑی آگے نہیں بڑھ سکے گی، اسی طرح ہمیں بھی خانقاہوں میں حاضری کی برکت سے، دعوت وتبلیغ میں وقت لگانے کی برکت سے دل کی کیفیت میں فرق محسوس ہوتا ہے، اعمال کا جذبہ بڑھتا ہے، لیکن پٹڑی یعنی علم نہ ہونے کی وجہ سے عملی زندگی میں ہم ترقّی نہیں کرسکتے، جب اعمال کا علم ہی نہ ہو تو عمل کیسے کرے گا؟ اندر کے جذبے کو محسوس کرکے ہم سمجھنے لگتے ہیں کہ ایمان میں، معرفت میں بہت ترقّی ہوئی ہے حالانکہ گاڑی ایک جگہ پر رُک کر کھڑی رہ گئی ہے اور رُکی ہوئی گاڑی کا اِنجن بہت آواز کرتا ہے جس سے سننے والے کو غلط فہمی ہوتی ہے کہ گاڑی تیز رفتاری کے ساتھ منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

## کچھ صاف صاف باتیں

اور میں بہت ادب سے یہ بات بھی اہلِ زامبیا اور اہلِ لُوساکا سے کہوں گا کہ آپ حضرات کو علماء سے جس طرح اور جتنا فائدہ اٹھانا چاہئے نہیں اٹھا رہے ہیں، بلکہ مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ علماء کو تو یہاں مقیّد کر رکھا ہے، انہیں منبر پر بیٹھنے نہیں دیا جاتا، ذمّہ دار حضرات جس کو چاہتے ہیں اپنی مرضی سے بٹھاتے ہیں، انہیں درسِ قرآن کی اجازت نہیں دی جاتی، درسِ حدیث کی اجازت نہیں دی جاتی، ہمارے یہاں انگلینڈ میں ایسا نہیں ہے، تقریباً تمام مساجد میں منبر امام کو دیا جاتا ہے، ہر جمعے کو وہ آزادی کے ساتھ آدھ گھنٹے کی تقریر کر سکتا ہے، غلط بات پر بغیر کسی ڈر کے نکیر بھی کرتا ہے، کبھی اس کی زد میں کمیٹی (committee) بھی آجاتی ہے۔

میرے بھائیو! جو قوم اپنے علماء کی زبانوں کو پابند کرے گی، ان کو دینی معاملات سے بے دخل کرے گی، منبر اور محراب پر عوام کا کنٹرول ہوگا اور علماء کو آزادی کے ساتھ صحیح اور غلط کے بارے میں بولنے کا موقع نہیں دیا جائے گا، تو وہ قوم اللہ جلَّ جلالُہ وعمَّ نوالُہ کے احکام سے واقف کیسے ہوگی؟ اور جو قوم اللہ تعالیٰ کے احکام سے ناواقف ہوگی، وہ جنّت کے راستے پر کیسے چل سکے گی؟ قرآن اور حدیث کے علم کے حاملین کو آپ نے جکڑ بندیوں میں رکھا ہے، وہ بول نہیں سکتے، انہیں موقع نہیں دیا جاتا، علماء سے اتنی دوری، علماء پر پابندیاں، بس علماء کے بیانات نہیں چاہئے، اگر آپ علماء کے بیانات نہیں سنیں گے تو کس کے بیانات سنیں گے؟ ایسی صورتِ حال میں آپ کے پاس صحیح علم کہاں سے آئے گا؟ میرے بھائیو! یہ بہت ہی خطرناک صورتِ حال ہے، یہ جہالت کو بڑھانے کا راستہ ہے۔

باہر سے جو علماء آتے ہیں ان سے بھی آپ لوگ کماحقہٗ استفادہ نہیں کرتے، جب تک

میزبان از خود مسجد کے ذمہ داروں کے پاس نہیں جاتا اس وقت تک مسجد والے فکر نہیں کرتے ، انہیں یہ خیال نہیں آتا کہ ہماری بستی میں ایک بڑے عالم یا بزرگ آئے ہوئے ہیں، ان کا ہماری مسجد میں بیان ہونا چاہیئے تا کہ ہماری مسجد کے مصلّی فائدہ اٹھا سکیں، ہمیں تو بہت تعجب ہوتا ہے اس بات سے کہ یہاں باہر سے بڑے بڑے علماء آتے ہیں اور بیچارے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں، ان کے پاس جا کر درخواست کرنی چاہئے کہ آپ ہماری مسجد میں تشریف لائیں اور لوگوں کو استفادے کا موقع دیں، میں تو بہت چھوٹا آدمی ہوں، ایک طالبِ علم ہوں، میں یہ بات اپنے لئے نہیں کہہ رہا ہوں، میں نے تو مولوی انس کو کہہ رکھا ہے کہ کسی مسجد میں از خود بیان کے لئے درخواست نہیں کرنی چاہئے، میں آپ حضرات کو یہاں جو بڑے بڑے علماء تشریف لاتے ہیں ان کی طرف متوجّہ کر رہا ہوں۔

ہمارے یہاں انگلینڈ میں تو لوگ ٹوٹ پڑتے ہیں، مسجدوں کا آپس میں مقابلہ ہوتا ہے کہ فلاں بزرگ ہمارے شہر میں آرہے ہیں تو دوسری مسجد والوں سے پہلے ہم کہہ دیں تا کہ ہمیں موقع ملے، اور یہاں ایک ایک، دو دو ہفتے تک بزرگانِ دین آکر بیٹھے رہتے ہیں اور ذمّہ داروں میں سے کسی کے دل میں یہ داعیہ پیدا نہیں ہوتا کہ ان سے درخواست کریں کہ آپ ہماری مسجد میں دین کی بات کریں، نہ علم کی طلب نہ علماء سے استفادے کا شوق، یہ صورتِ حال اور پھر اس پر دین داری کا ناز؟

ہمیں کوئی موقع دے نہ دے اس کی فکر نہیں ہے، ہمیں اس کا شوق نہیں ہے، ہم حق بات کہتے ہیں اور یہ میری ذمّہ داری بھی بنتی ہے کہ مجھے جو چیز غلط نظر آئے میں آپ کو اس کی طرف متوجّہ کروں، ورنہ قیامت کے دن آپ میرا گریبان پکڑ کر کہیں گے کہ تجھے غلط نظر آیا تھا اس کے باوجود تو بولے بغیر چلا گیا تھا، اسی وجہ سے ہم دین سے محروم رہے، اور تیری کوتاہی

کی وجہ سے آج ہماری پکڑ ہورہی ہے، میں قیامت کے دن بَری رہنا چاہتا ہوں کہ مجھے جو چیز غلط نظر آئی تھی میں نے ببانگ دُہل جامع مسجد میں بیٹھ کر اہلِ لُوسا کا کے سامنے صاف صاف کہہ دی تھی۔

## میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کا اثر

میں نے جو بات کہی ہے صحیح سمجھ کر خیر خواہی کی نیت سے کہی ہے، اللہ تعالیٰ شانُہٗ قبول فرمائیں، آپ حضرات کو اس پر عمل کی توفیق دیں اور مجھے اس پر اجر عطا فرمائیں، اگر یہ بات کہتے ہوئے زبان سے کوئی غلط لفظ یا جملہ نکل گیا ہے تو میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں اور اس کے بعد آپ سب دوستوں سے معافی مانگتا ہوں، میں نے کسی کی دل آزاری کے لئے اور کسی کو ایذاء پہنچانے کے لئے کوئی بات نہیں کہی ہے، میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کا اثر ہے کہ جب یہاں بیٹھتا ہوں تو اس بات کو کہنے کی کوشش کرتا ہوں جو لوگوں کو جنّت کے قریب لے جائے اور جہنّم سے دور، یہ میرا کام ہے، اس لئے ذہن میں جو بات آتی ہے اسے آخرت کو سامنے رکھ کر بولنے کی کوشش کرتا ہوں، میں پہلی مرتبہ یہاں نہیں آیا ہوں، پہلے بھی کئی مرتبہ آچکا ہوں، یہاں بھی، اپنے مقامی شہر لیسٹر میں بھی، دوسرے شہروں اور ملکوں میں بھی، عام بیانوں میں اور نجی مجلسوں میں، میرا یہی انداز ہے کہ مجھے جو بات کہنی ہوتی ہے اسے صاف کہہ دیتا ہوں، اس لئے کہ مجھے کسی سے کوئی غرض یا لالچ نہیں، کسی سے میرا تعلّق مال کی بنیاد پر، پیسوں کی بنیاد پر نہیں ہے۔

میں کسی ملک کا سفر کرتا ہوں تو کتنا بوجھ محسوس کرتا ہوں وہ میں جانتا ہوں، اس لئے کہ میرا اپنی جگہ پر نقصان ہوتا ہے، وہاں سے باہر رہنا مجھے بھاری لگتا ہے، میں صرف دین کے

فائدے کو سامنے رکھ کر سفر کرتا ہوں، جو دوست احباب میرے ساتھ رہتے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مجھے گھومنے پھرنے کا شوق نہیں ہے، مجھے دعوتوں کا شوق نہیں ہے، مجھے ہدایا اور تحائف کی لالچ نہیں ہے، میں کہیں بھی جاتا ہوں تو اپنی ٹکٹ سے سفر کرتا ہوں، میرا آنے کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے دین کی باتیں کروں، ملاقات کروں اپنے دوستوں سے اور مسلمانوں سے جو مجھ سے صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتے ہیں، یہاں کے اداروں، علماء، بزرگانِ دین اور دین کی خدمت کرنے والوں کی زیارت کروں اور استفادہ کروں، اس کے علاوہ میرا کوئی مطلب نہیں ہے، ہوسکتا ہے کہ میری زبان سے کوئی لفظ یا جملہ ایسا نکل گیا ہو جو آپ کی دل آزاری کا سبب بنا ہو تو میں اللہ تعالیٰ سے بھی معافی مانگتا ہوں اور آپ سب دوستوں سے بھی معافی مانگتا ہوں۔

## تیسری اپیل: درسِ قرآن اور درسِ حدیث کا سلسلہ شروع کرو

میرے بھائیو! علم کی، علماء کی دلوں میں قدر پیدا کرو، مقامی علماء سے بھی استفادہ کرو، یہاں اچھے اچھے علماء ہیں، ان کو منبر پر بٹھاؤ، ایسے علماء کو بٹھانا چاہئے جو ہمیں ایسی باتیں بتلائیں جو قابلِ اصلاح ہیں، چاہے وہ ہمیں کڑوی لگیں، ایسے اصلاح کی فکر رکھنے والے علماء کے لئے دعا کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے، ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم میٹھی میٹھی باتیں سننے کے عادی ہو گئے ہیں، اصول یہ بنا لیا ہے کہ کوئی شخص ہماری طبیعت کے خلاف کوئی بات نہ کرے۔

میرے بھائیو! عرض یہ کر رہا ہوں کہ علم کی، علماء کی اور مدارس کی قدر پیدا کرو، خود علم حاصل کرو، علماء سے استفادہ کرو، اچھے علماء کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھو، درسِ قرآن کے

سلسلوں کو شروع کرو، درسِ حدیث کے سلسلوں کو شروع کرو، علماء کو آزادی دو، انہیں منبر پر بیٹھنے دو اور بولنے دو ورنہ قیامت کے دن قوم کا ہاتھ ہوگا اور ہمارا گریبان ہوگا۔

## چوتھی اپیل: اپنی اولاد کو علمِ دین سے وابستہ کرو

خود علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کو بھی علم سے بہرہ ور کرو، ان کو مدرسوں میں بھیجو، ماشاء اللہ لُوسا کا خود کفیل ہے، ہمیں بہت خوشی ہوتی ہے کہ دعوت وتبلیغ کی محنت بھی اچھی ہے، ساتھ ساتھ خانقاہی لائن سے بھی اچھا کام ہورہا ہے، بڑے بڑے اکابر یہاں آتے رہتے ہیں، اور تعلیم وتعلّم کا بھی اچھا انتظام ہے، مساجد کے ساتھ بچوں کی دینی تعلیم کے لئے مکاتب ہیں، لڑکوں کے لئے daytime (روزینہ) اور boarding (رہائشی) full-time (کل وقتی) نظام بھی ہے، لڑکیوں کے لئے دو full-time (کل وقتی) مدرسے چل رہے ہیں، اِن اداروں سے فائدہ اُٹھاؤ اور اپنے بچّوں کو اچھی تعلیم اور اچھی تربیت دو۔

## علم اور علماء کی قدر کرنے والوں کے لئے دونوں جہان کی سرخروئی

تو اپنے دلوں میں علم کی، علماء کی، مدارس کی قدر پیدا کرو، خود علم حاصل کرو اور اپنی اولاد کو علم کی لائن میں لگاؤ، ایسا کروگے تو دنیا اور آخرت میں سرخروئی ملے گی، ایک چھوٹا سا قصّہ بیان کر کے اپنی بات کو ختم کرتا ہوں، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ ایک نہر کے کنارے پر وضوء فرمارہے تھے، ایک آدمی وضوء کرنے کے لئے اُسی کنارے پر بیٹھا، ابھی پانی میں ہاتھ ڈالنے ہی والا تھا کہ کھینچ لیا، دل میں علماء کی محبت تھی، علم کی قدر تھی، دل میں یہ خیال آیا کہ میں ایک بے علم اور جاہل آدمی، اور یہ وقت کا امام اور اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ، اگر میں ہاتھ ڈالوں گا تو میرا استعمال کیا ہوا پانی بہہ کر ان کی طرف جائے گا، یہ بات ادب کے خلاف

ہے، اس سے بہتر یہ ہے کہ میں یہاں سے اُٹھ جاؤں اور دوسری طرف چلا جاؤں تاکہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا استعمال کیا ہوا پانی میرے پاس سے گزرے اور میں اس کو استعمال کروں، اپنے بدن کو لگاؤں، اس شخص کا جب انتقال ہوا تو کسی نے خواب میں دیکھا، پوچھا کہ بھائی! کیا ہوا؟ تو کہا کہ اپنے گناہوں کی وجہ سے پکڑا گیا، فکر سوار ہوئی کہ پتا نہیں اب کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا کہ تیرے پاس ایک نیکی ہے جو تیرے تمام گناہوں پر بھاری ہے، تو نے ایک مرتبہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا اُن کے علم کی وجہ سے ادب کیا تھا، اس کی برکت سے تیرے سارے گناہ مٹا کر تجھے جنّت میں داخل کر رہا ہوں۔[1]

## کرنے کے ضروری کام

میرے بھائیو! علم کی قدر کرو، علماء کی قدر کرو، علم سے تعلّق رکھنے والی ہر چیز کی قدر کرو، قرآن کی، کتابوں کی، تصنیف و تالیف کی، دین کی باتوں کی، اسی طرح خود بھی علم حاصل کرو، اچھی اچھی کتابیں علماء کو پوچھ پوچھ کر پڑھو، مساجد میں علماء کے دروس اور بیانات کا اہتمام کرو، انہیں مسجدوں میں آزادی کے ساتھ دین سکھانے کا موقع دو، ہر مسجد میں کم سے کم ہفتے میں ایک مرتبہ قرآن یا حدیث کا درس ضرور ہونا چاہئے، اگر تسلسل کے ساتھ ایک ہی عالم کرے تو بہت ہی اچھا ہے، مجمع کم ہو تو کوئی حرج نہیں ہے، دس (۱۰) سال، پندرہ (۱۵) سال، بیس (۲۰) سال میں ان دروس کی برکت سے افراد تیار ہوں گے، پھر ان کا اثر آگے پھیلے گا، یہ تعلیم و تعلّم کا کام ایسا ہے کہ اس کے فوائد آپ کو پندرہ (۱۵)، بیس (۲۰) سال کے بعد معلوم ہوں گے، آپ حضرات اس کی طرف ضرور توجّہ کریں، اسی طرح اپنی اولاد کو علم

---

[1] مجالسِ مفتیٔ اعظم، ص: ۳۱۴، ۳۱۵

کی طرف لگاؤ، اُنہیں حافظ بناؤ، انہیں عالم بناؤ، اللہ تعالیٰ شانُہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

## تعلیم، تبلیغ اور تزکیہ ہمارے کام ہیں اور بقاءِ دین کے لئے ضروری

میرے بھائیو! جماعتِ تبلیغ کے ساتھ سب کا دل لگا ہوا ہے، دل سے سب اس کے ساتھ ہیں، دل سے مدارس کے ساتھ بھی سب ہیں، دل سے خانقاہوں کے ساتھ بھی سب ہیں، مگر میرے بھائیو، practically (عملاً) تمام کاموں کو ایک ساتھ کرنا ہر ایک کے لئے ممکن نہیں ہے، اس لئے جس کام کی طرف ہماری طبیعت کا رجحان ہو ہم اس میں انہماک کے ساتھ لگے رہیں لیکن ساتھ ساتھ دوسرے کاموں کے ساتھ بھی کچھ نہ کچھ ربط رہنا چاہئے، یہ سارے کام ہمارے ہی ہیں اور دین کی بقاء کے لئے ضروری ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ ملتے رہیں گے، ملاقات کرتے رہیں گے اور ایک دوسرے کا تعاون کرتے رہیں گے تو شیطان کو غلط فہمیاں پیدا کرنے کا موقع نہیں ملے گا، جب ہم شیطان کو موقع دیتے ہیں اور وہ غلط فہمیاں پیدا کرتا ہے تو نقصان کسی اور کا نہیں ہوتا ہے، نقصان ہمارا اپنا ہوتا ہے۔

میرے بھائیو! ضد (stubbornness) اچھی چیز نہیں ہے، تکبّر بھی اچھی چیز نہیں ہے، حق بات سامنے آئے تو قبول کر لینی چاہئے، غلطی کا پتا چل جائے تو چھوڑ دینا چاہئے، سچے اور اچھے مؤمن کی یہی شان ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ شانُہ بہت ترقّیات سے نوازیں، یہ سارے کام دین کے کام ہیں اور ہمارے اپنے ہیں، ان سب کے لئے اچھی تمنّاؤں کے ساتھ دل سے دعا کرنے سے ایک شخص اپنے گھر میں بیٹھے بیٹھے پوری دنیا میں ہونے والے تمام دینی کاموں میں حصّہ دار بن جاتا ہے اور قیامت کے دن سب کا اجر اس کو ان شاء اللہ ملے گا۔

## دعا

اللہ تعالیٰ شانہٗ ہم سب کو توفیقات سے نوازیں، اللہ تعالیٰ شانہٗ الفلاح اکیڈمی کو، الفلاح اکیڈمی میں کام کرنے والے اور الفلاح اکیڈمی سے تعلّق رکھنے والے سب حضرات کو، الفلاح اکیڈمی کے طلبہ اور معاونین کو اور آپ سب کو خوب برکتیں دیں، اللہ تعالیٰ الفلاح اکیڈمی کو بہت جلد بہت اچھی اور بہت وسیع جگہ بہت آسانی اور عافیت کے ساتھ عطا فرماویں، اللہ تعالیٰ شانہٗ آگے کی جو منزلیں ہیں وہ جلدی طے کرادیں، الفلاح اکیڈمی کے علاوہ ہماری جامع مسجد، ہماری مسجدِ توحید، مسجدِ نور اور مکینی (Makeni) کی مسجد کے تحت جو مدارس چل رہے ہیں اور لڑکیوں کا مدرسہ جو مولانا امتیاز صاحب کے یہاں چل رہا ہے، ہمارا جامعہ زینب، پھر ہمارا سب سے بڑا مدرسہ جامعہ اسلامیہ، یہ جتنے بھی ادارے ہیں اور ان کے علاوہ دین کے جتنے کام یہاں ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو ترقّیات سے نوازیں، آپس میں سب کو ایک اور نیک بنائیں، شِیر وشکر بنائیں، ایک دوسرے کا معاون بنائیں، جہالت کے اندھیروں کے دور ہونے کا اور علم کے نور کے عام ہونے کا ذریعہ بنائیں، اللہ تعالیٰ شانہٗ دعوت وتبلیغ کی محنت میں بھی اور زیادہ ترقّی عطا فرمائیں، ان حضرات کو اور زیادہ جذبہ عطا فرمائیں اور پورے زامبیا، پورے افریقہ، بلکہ پوری دنیا میں جتنے کام ہو رہے ہیں اللہ جلّ شانہٗ سب کو بہت ترقّیات سے نوازیں۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ

# ماٰخذومراجع


| شمار | کتاب | مصنّف/مرتّب | ناشر |
|---|---|---|---|
| ۱ | كنز العمَّال | العلّامة علي المتقى الهندي | دار الكتب العلمية، بيروت |
| ۲ | حلية الأولياء | الحافظ أبو نعيم الأصفهاني | دار الفكر، بيروت، لبنان |
| ۳ | هدى السّاري، مقدّمة فتح الباري | العلّامة ابن حجر العسقلاني | دار السلام، الرياض |
| ۴ | تذكرة الحفّاظ | العلّامة الذهبي | دار إحياء التراث العربى، بيروت |
| ۵ | تهذيب التهذيب | العلّامة ابن حجر العسقلاني | دار الكتب العلمية، بيروت |
| ۶ | ميزان الإعتدال | العلّامة الذهبي | دار المعرفة، لبنان |
| ۷ | سير أعلام النبلاء | العلّامة الذهبي | مؤسّسة الرسالة، بيروت |
| ۸ | طبقات الشافعية الكبرى | الشيخ تاج الدين السبكي | دار إحياء الكتب العربية، القاهرة |
| ۹ | طبقات المفسرين | الحافظ الدَّاوُوْدِي | دار الكتب العلمية، بيروت |
| ۱۰ | شذرات الذهب | الشيخ عبد الحي بن أحمد العكرى الحنبلي | دار ابن كثير، دمشق |
| ۱۱ | الوافي بالوفيات | الشيخ صلاح الدين الصفدي | دار إحياء التراث، بيروت |
| ۱۲ | حسن التقاضي في سيرة الإمام أبى يوسف القاضي | الشيخ محمد زاهد الكوثري | المكتبة الأزهرية للتراث، القاهرة |
| ۱۳ | مجموعة رسائل في علوم الحديث | الإمام النّسائي والخطيب البغدادي | دار الخاني، الرياض |
| ۱۴ | معالم إرشادية | الشيخ محمد عوّامة | دار المنهاج، جدّة |
| ۱۵ | آپ بیتی | حضرت شیخ مولانا محمد زکریا کاندھلوی | مکتبہ شیخ زکریا، سہارنپور |
| ۱۶ | علماء احناف کے حیرت انگیز واقعات | مولانا عبد القیوم حقانی | کتب خانہ حسینیہ، دیوبند |
| ۱۷ | مجالسِ مفتئ اعظم | مفتی عبد الرؤوف سکھروی | ادارۃ المعارف، کراچی |
| ۱۸ | ملفوظاتِ حکیم الاُمّت | حضرت مولانا اشرف علی تھانوی | ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان |

# علم اور علماء کی فضیلت

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ، إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾

(الزّمر: ۱۱)

آپ کہیے کہ کیا علم والے اور جہل والے دونوں برابر ہیں، بیشک وہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں جو اہلِ عقل ہیں۔

ف: اس آیت میں تصریح ہے کہ عالم اور غیر عالم برابر نہیں، اللہ تعالیٰ کی آیات میں تفکر اور ان سے تذکر اہلِ علم اور اہلِ عقل ہی کا حصہ ہے۔

.............................................................

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾ (المجادلة :۱۱)

اللہ تعالیٰ تم میں ایمان والوں کے اور (ایمان والوں میں) ان لوگوں کے (اور زیادہ) جن کو علم (دین) عطا ہوا ہے (اخروی) درجے بلند کردے گا۔

ف: فتح الباری میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت یوں تحریر فرماتے ہیں:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنَ الْعَالِمَ عَلَى الْمُؤْمِنِ غَيْرِ الْعَالِمِ وَرِفْعَةُ الدَّرَجَاتِ تَدُلُّ عَلَى الْفَضْلِ

اللہ تعالیٰ مؤمن عالم کو مؤمن غیر عالم پر رفعت دیں گے اور درجات کی رفعت فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

.............................................................

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَبْتَغِيْ فِيْهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهِ طَرِيْقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضاً لِطَالِبِ الْعِلْمِ، وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْحِيْتَانُ فِي الْمَاءِ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا، إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَ بِهِ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ (سنن الترمذی، أبواب العلم، باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادة، ح(۲۶۸۲)

جو شخص علمِ دین کے لئے کوئی راستہ چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمادیتے ہیں، اور ملائکہ اس کے عمل سے راضی ہوکر اپنے پر پھیلادیتے ہیں، اور عالم کے لئے تمام آسمان و زمین والے استغفار کرتے ہیں یہاں تک کہ مچھلیاں پانی میں اس کے لئے دعاءِ مغفرت کرتی ہیں، اور عالم کا فضل عابد پر ایسا سمجھو جیسا کہ چاند کو فضل و برتری حاصل ہے جملہ ستاروں پر، یقیناً علماء ورثۃ الانبیاء ہیں، اور انبیاء علیہم السلام اپنے بعد والوں کے لئے دینار و درہم چھوڑ کر نہیں جاتے بلکہ علم کو اپنے ورثہ کے لئے چھوڑ کر دنیا سے تشریف لے جاتے ہیں، پس جس نے علم کو لیا اس نے بڑا حصہ حاصل کیا۔

(وصیۃ الآداب، حضرت مولانا محمد قمر الزمان صاحب اِلٰہ آبادی دامت برکاتہم)

# مواعظ

## حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم